﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 14 — جمعۃ المبارک 23 / نومبر 2007ء — 13 / ذی القعدہ 1428 ہجری قمری — 23 / نبوت 1386 ہجری شمسی — شمارہ 47

قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے

حضرت عثمانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر وہاں نجات پائی تو بعد کے حالات آسان ہوں گے۔ اور اگر وہاں نجات نہ پائی تو بعد کے حالات اس سے زیادہ سخت ہوں گے۔

(جامع ترمذی کتاب الزھد باب فی ذکر الموت حدیث نمبر 3230)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

یہ نہایت سچا اور آزمودہ فلسفہ ہے کہ انسان گناہ سے بچنے کے لئے معرفت تامہ کا محتاج ہے، نہ کسی کفارہ کا۔ گناہ سے پاک کرنا خدا کا کام ہے۔

ہم اس نجات کے لئے نہ کسی خون کے محتاج ہیں اور نہ کسی صلیب کے حاجتمند اور نہ کسی کفارہ کی ہمیں ضرورت ہے۔ بلکہ ہم صرف ایک قربانی کے محتاج ہیں جو اپنے نفس کی قربانی ہے۔ جس کی ضرورت کو ہماری فطرت محسوس کر رہی ہے۔ ایسی قربانی کا دوسرے لفظوں میں نام اسلام ہے۔ یعنی کامل رضا کے ساتھ اپنی روح کو خدا کے آستانہ پر رکھ دینا۔

قرآن شریف میں ایسی تعلیمیں ہیں کہ جو خدا کو پیارا بنانے کے لئے کوشش کر رہی ہیں۔ کہیں اس کے حسن و جمال کو دکھاتی ہیں اور کہیں اس کے احسانوں کو یاد دلاتی ہیں۔

”کیا یہ سچ نہیں کہ بدمعاش لوگ بھی جو جرائم کے عادی ہوتے ہیں ہزاروں ایسے نفسانی جذبات سے دستکش ہو جاتے ہیں جنہیں وہ یقیناً جانتے ہیں کہ دست بدست پکڑے جائیں گے اور سخت سزائیں دی جائیں گی۔ اور تم دیکھتے ہو کہ وہ لوگ روز روشن میں ایسے دوکانوں کے لوٹنے کے لئے حملہ نہیں کر سکتے جن میں ہزار ہا روپے کھلے پڑے ہیں اور ان کے رستہ پر بیسیوں پولیس کے سپاہی ہتھیاروں کے ساتھ دَورہ کر رہے ہیں۔ پس کیا وہ لوگ چوری یا استحصال بالجبر سے اس لئے رُکتے ہیں کہ کسی کفارہ پر اُن کو پختہ ایمان ہے یا کسی صلیبی عقیدہ کا ان کے دلوں پر رُعب ہے؟ نہیں بلکہ محض اس لئے کہ وہ پولیس کی کالی کالی وردیوں کو پہچانتے ہیں اور ان کی تلواروں کی چمک سے اُن کے دلوں پر لرزہ پڑتا ہے اور اُن کو اس بات کی معرفت تامہ حاصل ہے کہ وہ دست درازی سے ماخوذ ہو کر معاً جیل خانہ میں بھیجے جائیں گے۔ اور اس اصول پر صرف انسان ہی نہیں بلکہ حیوانات بھی پابند ہیں۔ ایک حملہ کرنے والا شیر جلتی ہوئی آگ میں اپنے تئیں نہیں ڈال سکتا گو کہ اس کے دوسری طرف ایک شکار بھی موجود ہو۔ اور ایک بھیڑیا ایسی بکری پر حملہ نہیں کر سکتا جس کے سر پر مالک اس کا معہ ایک بھری ہوئی بندوق اور کھچی ہوئی تلوار کے کھڑا ہے۔ پس اے پیارو! یہ نہایت سچا اور آزمودہ فلسفہ ہے کہ انسان گناہ سے بچنے کے لئے معرفت تامہ کا محتاج ہے، نہ کسی کفّارہ کا۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر نوحؑ کی قوم کو وہ معرفت تامہ حاصل ہوتی جو کامل خوف کو پیدا کرتی ہے تو وہ کبھی غرق نہ ہوتی۔ اور اگر لوطؑ کی قوم کو وہ پہچان بخشی جاتی تو ان پر پتھر نہ برستے۔ اور اگر اس ملک کو ذات الٰہی کی وہ شناخت عطا کی جاتی جو بدن پر خوف سے لرزہ ڈالتی ہے تو اس پر طاعون سے وہ تباہی نہ آتی جو آ گئی۔ مگر ناقص معرفت کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی اور نہ اس کا نتیجہ جو خوف اور محبت ہے کامل ہو سکتا ہے۔ جو کامل ایمان نہیں وہ بے سود ہے۔ اور محبت جو کامل نہیں وہ بے سود ہے اور خوف جو کامل نہیں وہ بے سود ہے۔ اور معرفت جو کامل نہیں وہ بے سود ہے۔ اور ہر ایک غذا اور شربت جو کامل نہیں وہ بے سود ہے۔ کیا تم بھوک کی حالت میں صرف ایک دانہ سے سیر ہو سکتے ہو؟ یا پیاس کی حالت میں صرف ایک قطرہ سے سیراب ہو سکتے ہو؟ پس اے سُست ہمتو! اور طلب حق میں کاہلو! تم تھوڑی معرفت سے اور تھوڑی محبت سے اور تھوڑے خوف سے کیونکر خدا کے بڑے فضل کے امیدوار ہو سکتے ہو؟ گناہ سے پاک کرنا خدا کا کام ہے اور اپنی محبت سے دل کو پُر کر دینا اسی قادر و توانا کا فعل ہے اور اپنی عظمت کا خوف کسی دل میں قائم کرنا اُسی جناب کے ارادہ سے وابستہ ہے۔ اور قانون قدرت قدیم سے ایسا ہی ہے کہ یہ سب کچھ معرفت کاملہ کے بعد ملتا ہے۔ اور خوف اور محبت اور قدردانی کی جڑھ معرفت کاملہ ہے۔ پس جس کو معرفت کاملہ دی گئی اس کو خوف اور محبت بھی کامل دی گئی۔ اور جس کو خوف اور محبت کامل دی گئی اس کو ہر ایک گناہ سے جو بیباکی سے پیدا ہوتا ہے نجات دی گئی۔ پس ہم اس نجات کے لئے نہ کسی خون کے محتاج ہیں اور نہ کسی صلیب کے حاجتمند اور نہ کسی کفّارہ کی ہمیں ضرورت ہے۔ بلکہ ہم صرف ایک قربانی کے محتاج ہیں جو اپنے نفس کی قربانی ہے جس کی ضرورت کو ہماری فطرت محسوس کر رہی ہے۔ ایسی قربانی کا دوسرے لفظوں میں نام اسلام ہے۔ اسلام کے معنے ہیں ذبح ہونے کے لئے گردن آگے رکھ دینا۔ یعنی کامل رضا کے ساتھ اپنی رُوح کو خدا کے آستانہ پر رکھ دینا۔ یہ پیارا نام تمام شریعت کی روح اور تمام احکام کی جان ہے۔ ذبح ہونے کے لئے اپنی دلی خوشی اور رضا سے گردن آگے رکھ دینا کامل محبت اور کامل عشق کو چاہتا ہے اور کامل محبت کامل معرفت کا چاہتی ہے۔ پس اسلام کا لفظ اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حقیقی قربانی کے لئے کامل معرفت اور کامل محبت کی ضرورت ہے، نہ کسی اور چیز کی ضرورت۔ اسی کی طرف خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے۔ لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ (سورۃ الحج آیت :38) یعنی تمہاری (قربانیوں) کے نہ تو گوشت میرے تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ خون بلکہ صرف یہ قربانی میرے تک پہنچتی ہے کہ تم مجھ سے ڈرو اور میرے لئے تقویٰ اختیار کرو۔

اب جاننا چاہئے کہ مذہب اسلام کے تمام احکام کی اصل غرض یہی ہے کہ وہ حقیقت جو لفظ اسلام میں مخفی ہے اس تک پہنچایا جائے۔ اسی غرض کے لحاظ سے قرآن شریف میں ایسی تعلیمیں ہیں کہ جو خدا کو پیارا بنانے کے لئے کوشش کر رہی ہیں۔ کہیں اس کے حسن و جمال کو دکھاتی ہیں اور کہیں اس کے احسانوں کو یاد دلاتی ہیں کیونکہ کسی کی محبت یا تو حسن کے ذریعہ سے دل میں بیٹھتی ہے اور یا احسان کے ذریعہ سے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ خدا اپنی تمام خوبیوں کے لحاظ سے واحد لاشریک ہے کوئی بھی اس میں نقص نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام پاک قدرتوں کا اور مبدأ ہے تمام مخلوق کا اور سرچشمہ ہے تمام فیضوں کا اور مالک ہے تمام جزا سزا کا اور مرجع ہے تمام امور کا۔ اور نزدیک ہے باوجود دُوری کے اور دُور ہے باوجود نزدیکی کے۔ وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اور بھی ہے۔ اور وہ سب چیزوں سے زیادہ پوشیدہ ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس سے کوئی زیادہ ظاہر ہے۔ وہ زندہ ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اس کے ساتھ زندہ ہے۔ وہ قائم ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اس کے ساتھ قائم ہے۔ اُس نے ہر ایک چیز کو اٹھا رکھا ہے اور کوئی چیز نہیں جس نے اُس کو اٹھا رکھا ہو۔ کوئی چیز نہیں جو اس کے بغیر خود بخود پیدا ہوئی ہے یا اس کے بغیر خود بخود جی سکتی ہے۔ وہ ہر یک چیز پر محیط ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ کیسا احاطہ ہے۔ وہ آسمان اور زمین کی ہر یک چیز کا نُور ہے اور ہر یک نُور اسی کے ہاتھ سے چمکا اور اُسی کی ذات کا پرتو ہے۔ وہ تمام عالموں کا پروردگار ہے۔ کوئی روح نہیں جو اس سے پرورش نہ پاتی ہو اور خود بخود ہو۔ کسی رُوح کی کوئی قوت نہیں جو اس سے نہ ملی ہو اور خود بخود ہو۔“

(”لیکچر لاہور“۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 150 تا 153)

اداریہ

اسلام کے نادان دوست

آج ساری دنیا میں اسلام کو ایک جارحیت پسند اور دہشتگرد مذہب کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ معصوم انسانوں کی ناحق خونریزیوں، خودکش بم دھماکوں اور دہشتگردی کے اکثر واقعات میں ایسے لوگ ملوث پائے جاتے ہیں جو خود کو مسلمان کہتے ہیں حالانکہ ان جاہل مسلمانوں کی مفسدانہ حرکتوں کا اسلام سے ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ذمہ دار وہ شر پسند اور فتنہ انگیز نام نہاد علماء اسلام ہیں جنہوں نے ''نبوت اور خلافت کے زمانہ کے بعد..... مسئلہ جہاد کے سمجھنے میں ...... بڑی بڑی غلطیاں کھائیں اور ناحق مخلوق خدا کو تلوار کے ساتھ ذبح کرنا دینداری کا شعار سمجھا''۔ انہوں نے اپنی دلوں کی کجی کے باعث قرآن کریم کی بعض آیات متشابہات کی غلط تشریحات کرتے ہوئے اسلامی جہاد کو فساد کا قائم مقام بنادیا اور خودساختہ احمقانہ عقائد کو اسلام کی طرف منسوب کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی اشاعت میں تلوار کی مدد کا ہرگز محتاج نہیں بلکہ اس کی تعلیم کی ذاتی خوبیاں اور اس کے حقائق و معارف وحجج و براہین اور خدا تعالیٰ کی زندہ تائیدات اور نشانات اور اس کا ذاتی جذب ایسی چیزیں ہیں جو ہمیشہ اس کی ترقی اور اشاعت کا موجب ہوئی ہیں...... اسلام کی تاثیرات اپنی اشاعت کے لئے کسی جبر کی محتاج نہیں ہیں۔...... یہ کہنا کہ سرحدی غازی آئے دن فساد کرتے ہیں جہاد کے خیال سے یہ ایک بیہودہ بات ہے اور ان مفسدوں کو غازی کہنا سراسر نادانی اور جہالت ہے۔ اگر کوئی جاہل مسلمان ان کے ساتھ ذرا بھی ہمدردی رکھتا ہے اس خیال سے کہ وہ جہاد کرتے ہیں مَیں سچ کہتا ہوں کہ وہ اسلام کا دشمن ہے جو مفسد کا نام غازی رکھتا ہے اور اسلام کے بدنام کرنے والوں کی تعریف کرتا ہے...... انگلستان اور فرانس اور دیگر ممالک یورپ میں یہ الزام بڑی سختی سے اسلام پر لگایا جاتا ہے کہ وہ جبر کے ساتھ پھیلایا گیا ہے...... مگر اصل بات یہ ہے کہ ان مُلّانوں نے جو اسلام کے نادان دوست ہیں یہ فساد ڈالا ہے۔ انہوں نے خود اسلام کی حقیقت کو سمجھا نہیں اور اپنے خیالی عقائد کی بنا پر دوسروں کو اعتراض کا موقعہ دیا۔ جو کچھ عقائد ان احمقوں نے بنا رکھے ہیں ان سے نصاریٰ کو خوب مدد پہنچی ہے۔ اگر یہ لوگ جہاد کی صورت میں دھوکہ نہ دیتے یا دھوکہ نہ کھاتے تو کسی کو اعتراض کا موقع ہی نہیں مل سکتا تھا''۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 176-177 مطبوعہ لندن)

همہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند — دلیری ہا پدید آمد پرستاران میّت را

(انہوں نے اپنے عقیدہ سے تمام عیسائیوں کی مدد کی۔ اسی وجہ سے مردہ پرستوں میں بھی دلیری آ گئی)۔

اس زمانہ کے حکم و عدل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف ''گورنمنٹ انگریزی اور جہاد'' اور بعض دوسری کتب میں اور اسی طرح اپنے ملفوظات میں تفصیل سے تجزیہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ''جہاد کے مسئلہ کی فلاسفی اور اس کی اصل حقیقت...... کے نہ سمجھنے کے باعث سے اس زمانہ اور ایسا ہی درمیانی زمانہ کے لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائی ہیں اور ہمیں نہایت شرم زدہ ہو کر قبول کرنا پڑتا ہے کہ ان خطرناک غلطیوں کی وجہ سے اسلام کے مخالفوں کو موقعہ ملا کہ وہ اسلام جیسے پاک اور مقدس مذہب کو جو سراسر قانون قدرت کا آئینہ اور زندہ خدا کا جلال ظاہر کرنے والا ہے مورد اعتراض ٹھہراتے ہیں''۔ (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 3)

مستشرقین کا عام طور پر یہ طریق رہا ہے کہ وہ بعض مسلمان علماء کی تفاسیر اور کتب سے ہی اقتباس لے کر شائع کرتے ہیں اور پھر ان کے حوالہ سے اسلام کی تضحیک اور اس کی مخالفت کو ہوا دیتے ہیں۔

حال کے زمانہ میں اسلام کے ایسے نادان دوستوں میں سے ایک ''جماعت اسلامی'' کے بانی مولوی ابوالاعلیٰ مودودی کا نام بہت نمایاں ہے (مودودی نظریات اور ان کے بداثرات کے متعلق ایک مضمون الفضل کے اسی شمارہ میں ملاحظہ ہو)۔ مودودی صاحب نے قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی ناحق اور ناروا باتیں منسوب کیں جن کی بازگشت مغربی مصنفین اور معاندین اسلام کی تحریروں میں صاف سنائی دیتی ہے۔ چند سال قبل 1999ء میں ایک مغربی مصنف David Marshall کی ایک کتاب God, Muhammad and the Unbelievers - A Quranic Study'' کے نام سے انگلستان میں Curzon Press سے شائع ہوئی ہے جس میں مصنف نے قرآن مجید کی مختلف آیات کو قرآن کریم کی محکم آیات کے منافی اپنی مرضی کے معنی پہناتے ہوئے اسلام کو خونی مذہب کے طور پر پیش کیا ہے اور لکھا ہے کہ گویا مسلمانوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ کفار کے خلاف جنگ کریں یہاں تک کہ وہ یا تو اسلام قبول کر لیں یا قتل ہو جائیں۔ اور اپنے اس موقف کی تائید میں اس نے خاص طور پر مولوی ابوالاعلیٰ مودودی کے اقتباسات کو نقل کرتے ہوئے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ گویا مولوی مودودی صاحب ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے قرآن کے پیغام کو صحیح طور پر سمجھا ہے۔ (تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو مذکورہ کتاب۔ خصوصاً اس کے صفحات 191 تا 197)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جو لوگ مسلمان کہلا کر صرف یہی بات جانتے ہیں کہ اسلام کو تلوار سے پھیلانا چاہئے وہ اسلام کی ذاتی خوبیوں کے معترف نہیں ہیں اور ان کی کارروائی درندوں کی کارروائی سے مشابہ ہے''۔

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 167 حاشیہ)

اسی طرح آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مسیح موعود دنیا میں آیا ہے تاکہ دین کے نام سے تلوار اٹھانے کے خیال کو دور کرے...... اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے اور اس نے ارادہ فرمایا ہے کہ ان تمام اعتراضوں کو اسلام کے پاک وجود سے دور کر دے جو خبیث آدمیوں نے اس پر کئے ہیں''۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 176 مطبوعہ لندن)

آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں اور آپ کی نمائندگی میں آپ کے مقدس خلیفۂ خامس حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 'دین کے نام پر تلوار اٹھانے کے خیال' کو دور کرنے کی عظیم الشان مہم کا علَم اپنے ہاتھوں میں لئے خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ نہایت کامیابی و کامرانی کے ساتھ قرآن و حدیث کی تعلیمات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کے حوالہ سے دنیا بھر میں اسلام کے پُرامن پیغام کی اشاعت کے حقیقی جہاد میں مصروف ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے اپنے دور خلافت کے آغاز سے ہی اس طرف خصوصی توجہ فرمائی اور بارہا اپنے خطبات و خطابات میں اپنوں اور غیروں کے سامنے اسلام کی امن کی تعلیم اور جہاد کی حقیقت کو آشکار فرمایا ہے اور احباب جماعت کو بھی اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اسلام کے سلامتی کے پیغام کو دنیا میں پھیلائیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے امام کی اقتدا میں اس عظیم الشان مہم میں بھرپور حصہ لیں اور اسلام کے اندرونی دشمنوں کو بے نقاب کرتے ہوئے اسلام کی امن و سلامتی کی حقیقی تعلیمات کو نہ صرف اپنے اوپر لاگو کریں بلکہ غیروں کو بھی اسلام کے پُرامن حصار میں آنے کی دعوت دیں اور دیتے چلے جائیں تا آنکہ زمین سے ہر قسم کے ظلم اور ناحق خونریزیوں کا خاتمہ ہو کر یہ عدل اور امن اور صلحکاری سے بھر جائے۔

(نصیر احمد قمر)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

خوابوں کی سیاحت کرتے رہے
صدیوں کو ساعت کرتے رہے
لوگوں کو یہاں تھے کام بہت
ہم صرف محبت کرتے رہے

پورے نہ تقاضے غم کے ہوئے
کی جتنی ریاضت کم ہی رہی
کس شرک خفی کے گھیرے میں
یہ آنکھ سدا پُرنم ہی رہی
ہم بھگوت ، بھگوت کرتے رہے
خوابوں کی سیاحت کرتے رہے
لوگوں کو یہاں تھے کام بہت
ہم صرف محبت کرتے رہے

ہو پائی حضوری جب نہ بہم
سجدوں سے گواہی کیا لیتے
عصیاں سے کنارا کر نہ سکے
ہم ورنہ مرادیں پا لیتے
بس دل کو ملامت کرتے رہے
خوابوں کی سیاحت کرتے رہے
لوگوں کو یہاں تھے کام بہت
ہم صرف محبت کرتے رہے

اے پالن ہار جگت داتا
جتنے ہیں خزانے تیرے ہیں
کیوں خالی ہے اپنا دامن
ہم بھی تو دِوانے تیرے ہیں
فریاد بہ حسرت کرتے رہے
خوابوں کی سیاحت کرتے رہے
صدیوں کو ساعت کرتے رہے
لوگوں کو یہاں تھے کام بہت
ہم صرف محبت کرتے رہے!

(جمیل الرحمٰن (ہالینڈ)

کیا اسلام تلوار کے زور سے پھیلا؟

(مختلف مسلمان علماء بالخصوص بانیٔ جماعت اسلامی ابوالاعلیٰ مودودی کے متشدّد نظریات پر ایک نظر)

(پروفیسر مرزا لطیف احمد۔ لاہور)

اس وقت دنیا میں یہ بحث زور شور سے جاری ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلنے والا دین ہے۔ جبکہ چودہ سو سال سے اسلام میں اولیاء اور مبلغین کا وجود یہ ثابت کرتا ہے کہ اسلام اولیاء نے پھیلایا۔ خواجہ معین الدین چشتیؒ، نظام الدین اولیاؒ، خواجہ بختیار کاکیؒ، مجدد الف ثانیؒ، امام غزالیؒ یہ سب ایسے مبلغین تھے جن سے خدا کلام کرتا تھا۔ یہ اپنے زمانہ کے مجدد دین تھے۔ انہوں نے پیغمبروں کی سنت کو تازہ کیا۔ رسول کریم ﷺ کو بھی خدا نے یہی فرمایا کہ ''تُو ان پر داروغہ نہیں تیرا کام پیغام پہنچا دینا ہے''۔ تیرہ سال تک تلوار اٹھانے کی اجازت نہ دی گئی۔ ہر قسم کے ظلم وستم کو مسلمانوں نے برداشت کیا۔ پھر مدینہ پر جب مخالفین حملہ آور ہوئے تو اپنے دفاع میں تلوار اٹھانے کی اجازت دی گئی۔ انسانی ضمیر بھی اسے زیادتی قرار نہیں دیتا اور تمام بنی نوع انسان اس بات پر متفق ہیں کہ اپنی حفاظت کا حق ہر انسان کو ہے۔

مارکس اور لینن نے جب روس میں کمیونزم کا نظام قائم کیا تو یہ دعویٰ ان کا تھا کہ یہ نظام چونکہ معیشت پر کنٹرول کرنے کے لئے ہے اس لئے حکومت پر قبضہ اس کے لئے ناگزیر ہے۔

چونکہ سوشلزم کی تحریک کا نعرہ تھا کہ وہ دنیا کے غریبوں کی مدد کے لئے آئے ہیں اس لئے حکومت پر قبضہ کا یہ نعرہ مقبول ہوا۔ اس سے مسلمان علماء بہت متأثر ہوئے چنانچہ انہوں نے بھی یہی نعرہ لگایا کہ کمیونزم کی طرح حکومت پر قبضے کا دعویدار اسلام بھی ہے۔ اس کے لئے یہ فلسفہ ایجاد کیا گیا کہ حکومت چونکہ اللہ کا حق ہے اس لئے صالح بندوں کو حق پہنچتا ہے کہ وہ حکومت پر قبضہ کرلیں۔ جبکہ جہاد محض اسلام پھیلانے کا نام ہے جس میں مبلغین کو مشنری کوششوں اور روپے سے امداد دینا بھی شامل ہے۔ نیز تزکیۂ نفس بھی دراصل جہاد (بمعنی کوشش) ہے اور یہ جہاد افضل ہے جبکہ آنحضرت ﷺ نے تلوار سے اپنے ڈیفنس کو جہاد صغیر قرار دیا ہے اور یہ حکم بھی دیا ہے کہ یہ صرف حکومت کے لئے ہے اور وہ بھی محدود شرائط کے ساتھ۔

لیکن ''صالحین'' نے اس کے غلط مطالب رائج کردئے کہ اصل جہاد قتال کا نام ہے اور کفار کی حکومت کا تختہ الٹنا ثواب کا کام ہے۔ یہ دراصل کمیونزم کے تتبع کا نتیجہ تھا۔ ایک طرف روس میں 72 سال تک کمیونزم کی حکومت جاری رہی اور دوسری طرف علماء 72 سال تک کمیونزم کو حکومت الٰہیہ میں ڈھالنے کا کام کرتے رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چودہ سو سال کی اولیاء کی روایات کے برعکس تشدد اور بغاوت کو ''اسلامی جہاد'' کا حصہ قرار دینے والا لٹریچر وجود میں آگیا۔

اخوان المسلمین کے رہنما

اخوان المسلمین کے رہنما الاستاد شیخ مصطفیٰ سباعی مرحوم نے کمیونزم کا اسلام سے پیوند کرنے کے لئے پہلی کتاب اَلْاِشْتَرَاکیّة فِی الْاِسْلَام لکھی۔ سید قطب اور حسن البنّا اس کے شاگرد تھے۔ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ان کا ماٹو تھا۔ یہ نعرہ دراصل خوارج کا تھا اور حضرت علیؓ پر خوارج یہ کہہ کر حملہ آور ہوئے تھے کہ جب حکم اللہ کے لئے ہے تو حضرت علیؓ کا حق کیا ہے کہ وہ خلیفہ بن کر امت پر حکومت کریں۔ یہ لوگ حکومت الٰہیہ کے تصور کے بانی تھے۔

ابوالکلام آزاد

ہندوستان میں 1912ء سے 1914ء تک اپنے اخبار 'الہلال' میں ابوالکلام آزاد نے اسلامی تعلیمات کو سیاسی رنگ دیا اور حکومت الٰہیہ کے قیام کے لئے کمیونسٹ پارٹی کا متبادل ''حزب اللہ'' کا لفظ تجویز کیا۔

ابوالکلام آزاد ایک ذہین عالم تھے۔ بہت جلد انہیں سمجھ آگئی کہ یہ زمانہ ڈیموکریسی کا ہے ہندوستان میں غیر مسلم اکثریت میں ہیں اس لئے یہ حکومت الٰہیہ کا آئیڈیل ناقابل عمل مہم ہے۔ انہوں نے اس بھاری پتھر کو چوم کر چھوڑ دیا جبکہ اسی نظریہ کو ابوالاعلیٰ مودودی نے اخذ کرلیا۔

عنایت اللہ خان المشرقی

اس دوران عنایت اللہ خان المشرقی اٹھے۔ انہوں نے ہٹلر کی کتاب ''مین کیمف'' پڑھی اور اس سے اطاعت امیر کا فلسفہ اخذ کرکے تذکرہ کی کتاب لکھی جس میں یہ بتایا کہ عسکری تحریک قائم کرکے مخالفین کا صفایا کردیا جائے۔ یہ تحریک زیادہ عرصہ زندہ نہ رہی اور بہت جلد تباہ ہوگئی۔

غلام احمد پرویز

اس کے بعد ''طلوع اسلام'' کے غلام احمد پرویز اٹھے۔ یہ بھی کمیونزم کے دلدادہ تھے۔ انہوں نے بھی محسوس کیا کہ اگر کسی طرح روایات، احادیث اور اسلامی اصطلاحات کے ذخیرے کو دریا برد کردیا جائے تو وہ کمیونزم کو عین اسلام ثابت کرسکتے ہیں۔ چنانچہ مولانا مودودی کی پیروی میں انہوں نے بھی چودہ سو سال کی روایات کو نظر انداز کردیا۔ عبادات، صلوٰۃ، شجرہ طیبہ کے نئے مفہوم ایجاد کئے۔ انفرادی ملکیت کو حرام قرار دیا اور حکومت پر قبضہ معاشی اصلاحات کے لئے لازم قرار دیا۔ عبادت کو حقارت سے پوجا پاٹ کہا۔ تعلق باللہ اور رؤیاء وکشوف جو اولیائے کرام کی صفت تھی اسے یکسر نظر انداز کرکے بتایا کہ سیاست اور سیاسی نظام کل ہے اور صلوٰۃ اس کا ایک جزو ہے۔ دین سے مراد حکومت ہے۔ اپنی کتاب ''ابلیس وآدم'' کے صفحہ 128 پر لکھا:

''پیغامبر دعوت انقلاب لے کر آتا ہے کہ ہر غیر خدائی نظام سے انکار کیا جائے''۔

اپنی کتاب ''تصوف'' میں لکھا ہے:

''نبی واعظ و مبلغ نہیں ہوتا وہ انقلابی شخص ہوتا ہے جو انسانوں کے نظام مٹا کر اپنا نظام قائم کرتا ہے۔ نبی پہلے جماعت (پارٹی) اور بعد میں مملکت قائم کرتا ہے''۔

''انسان نے کیا سوچا'' کی کتاب میں مارکس اینجلز پر بحث کرکے یہ نتیجہ نکالا کہ دنیا میں اسلام کا نظام معیشت آنے والا ہے''۔

انہیں مسولینی کا ماٹو پسند آیا جو یہ تھا: ''میرے نزدیک ایک جنگ بالکل اخلاقی چیز ہے مفاہمت سے بھی زیادہ اخلاقی''۔

ہٹلر کا عقیدہ غلام احمد پرویز کو بہت پسند تھا۔ ''جنگ ہی ہر شے کو ناپنے کا پیمانہ ہے۔ قانون وہی ہے جس کو ایک سپاہی وضع کرے۔ فرد اور معاشرے کے صرف وہی کام قابل ستائش ہوسکتے ہیں جو جنگ کی تیاری میں مدد دیں''۔

طلوع اسلام کی تحریک نے جہاد کی اصل اصطلاح کی بجائے جنگ کی اصطلاح پر زور دیا۔ جبکہ مودودی حکومت الٰہیہ کے لئے جنگ کو جہاد قرار دیتے ہیں۔

ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے نظریات

24 سال کی عمر میں مودودی صاحب نے کمیونزم کا مطالعہ کیا۔ انہیں لیڈر بننے کا شوق تھا۔ ان کے اصل ہیرو دراصل گاندھی جی تھے۔ چنانچہ سیرت گاندھی پر کتاب لکھی۔ الجمعیۃ ایک کانگرسی اخبار تھا۔ اس اخبار میں انہوں نے کمیونزم کے فلسفہ جنگ اور حکومت کو ایک ماڈل سمجھتے ہوئے حکومت الٰہیہ اور اس کے قیام کے لئے جہاد کو اپنا مقصد قرار دے دیا۔ بعد میں ساری زندگی وہ جہاد کے موضوع پر لکھتے رہے اور اسلامی دنیا کے مارکس ثابت ہوئے۔ جس طرح کمیونسٹ دنیا میں مارکس کی کتاب ''داس کیپیٹل'' اس کے فلسفہ کی عکاس ہے۔ مودودی کے فلسفہ جبر وتشدد اور فاشزم پر مبنی دنیا کی سب سے موٹی کتاب جو جہاد پر لکھی گئی وہ ''الجہاد فی الاسلام'' ہے۔ گویا وہ اپنے مزعومہ جہاد کو اسلام کے اندر ثابت کرنا چاہتے تھے۔ دوسری طرف چونکہ وہ گاندھی کو اپنا Role Modle قرار دے چکے تھے اس لئے انہوں نے اپنا نصب العین بنالیا کہ وہ ایک طرف سیاسی آدمی ہوں گے اور دوسری طرف وہ گاندھی کی طرح مذہبی لیڈر بھی بنیں گے۔ ابوالکلام کی انشاء پردازی سے سخت متأثر تھے۔ چنانچہ اپنا نام بھی انہی جیسا رکھ لیا اور مارکس کی مانند حکومت پر قبضے کا داعیہ رکھتے ہوئے خوارج کے ماٹو ''حکم صرف اللہ کے لئے ہے'' کو اپنا لیا۔

غلام احمد پرویز کی طرح انہیں بھی اس بات کا احساس تھا کہ جو نیا سکول آف تھاٹس وہ قائم کرنے چلے ہیں اس میں چودہ سو سال کے مبلغین ربّانی، اولیاء کرام کے کشوف ورؤیا ان کے سدّ راہ ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کام کے لئے دو بنیادی کتابیں لکھیں۔ ''تجدید و احیائے دین'' میں تمام امت کے مجددین اولیاء کا خاکہ اڑایا۔ انہیں غلط کار، ناقص اور ناقابل پیروی لوگ قرار۔ کشوف ورؤیا کو غیر ضروری ٹھہرایا۔ تعلق باللہ کے دعویدار تمام مجددین کو پست عقل اور بیوقوف قرار دیا۔

دوسری کتاب تھی ''قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں'' مودودی نے اپنی جماعت اسلامی قائم کی جس میں داخلے کے وقت یہ عہد لیا جاتا تھا کہ ''مَیں اُمّت کے کسی سابق انسان کی غلامی میں مبتلا نہ ہوں گا''۔ جس کا لازمی مطلب یہ تھا کہ ''صرف مودودی ازم پر ایمان لاؤں گا'' تمام اولیاء اور صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور محدثین کو نظر انداز کردوں گا۔ مقصد یہ تھا کہ کہیں مودودی کے پیرو اسلام کی تشریح ان مجددین کے ذخیرہ کتاب سے نہ سیکھنے پائیں اور ان کو نیا سبق خوارج کا پڑھایا جاسکے۔ چنانچہ غلام احمد پرویز کی طرح ''اسلام کی چار بنیادی اصطلاحیں'' نامی کتاب لکھی جس میں چودہ سو سال کی تشریحات کی بجائے اپنی نئی تشریحات جاری کیں۔

جماعت اسلامی میں کلمہ کا نیا مفہوم

ایک شخص جب جماعت اسلامی کا ممبر بنتا تو اسے کلمہ کے نئے معنے پڑھائے جاتے ہیں جو یہ ہیں:

''اس میں ''الٰہ'' کا جو لفظ آیا ہے اس کے معنے خدا کے ہیں''۔ (خطبات صفحہ44)

''اس ایک...... کے سوا خدائی کسی کی نہیں''۔

(خطبات صفحہ49)

''پس جب تم نے ''محمد رسول اللہ'' کہا تو گویا اقرار کرلیا کہ جو قانون اور طریقہ حضور نے بتایا تم اس کی پیروی کروگے اور جو قانون اس کے خلاف ہے اس پر لعنت بھیجوگے''۔ (خطبات صفحہ46)

چنانچہ مودودی صاحب نے جو تشریح کی وہ چودہ سو سال کے اسلام سے الگ ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس کلمہ کے ذریعے مسلمان کو غیر مسلم حکومت کے خلاف بغاوت کی تعلیم دی گئی ہے اور ان کے خلاف ایسی شدید نفرت مودودی لٹریچر میں پیدا کی گئی ہے کہ ایک مودودی کا مقلد کسی غیر مسلم حکومت میں پُر امن اور وفادار شہری بن کر رہ ہی نہیں سکتا۔ اس عمل کو وہ توحید کہہ کر پکارتے ہیں جو سراسر غیر قرآنی نظریہ ہے۔

مودودی فلسفہ میں صلوٰۃ کا انوکھا مفہوم

جہادی مافیا کا ٹریننگ کورس

اس کے بعد صلوٰۃ یعنی عبادت کا مفہوم بھی تبدیل کیا۔ غلام احمد پرویز نے صلوٰۃ سے ربوبیت کا نظام نکالا۔ مودودی نے صلوٰۃ کے لفظ سے اسلامی حکومت کے قیام اور جہاد کی تیاری کے لئے ورزش اور پریڈ کا مقصد وضع کرلیا۔ ملاحظہ ہو:

''انسان کی نماز اور روزے اور تسبیح اور تلاوت قرآن اور حج اور زکوٰۃ کو آپ خدا کی عبادت سمجھتے ہیں۔ یہ غلط فہمی اس وجہ سے ہے کہ آپ عبادت کے اصلی مطلب سے ناواقف ہیں''۔ (خطبات صفحہ121)

❁ ...... مودودی کے نزدیک بڑی عبادت تو تلوار سے حکومت قائم کرنا ہے اسی لئے ان کے نزدیک نماز چھوٹی عبادت ہے۔ یعنی نماز اصل مقصد نہیں بلکہ یہ حکومت قائم کرنے کی محض تیاری ہے اس لئے ثانوی چیز ہے اور یہ کل کا جزو ہے۔ ملاحظہ ہو:

''ان کا مقصد آپ کو اس بڑی عبادت کے لئے تیار کرنا ہے''۔ (خطبات صفحہ 134)

''سب مسلمان مل کر ایک مضبوط جماعت (فوج) بنیں اور خدائی عبادت یعنی اس کے احکام کی پابندی کرنے اور اس کے قانون پر عمل کرنے اور اس کے قانون کو جاری کرنے کے لئے (خونی انقلاب سے حکومت کا تختہ الٹ کر صالحین کی حکومت قائم کرنے کے لئے ۔ ناقل) ایک دوسرے کی مدد کریں۔ (خطبات صفحہ144)

✿ ......غیر مسلم حکومت کو مودودی ''بغاوت'' کہتے ہیں اور'' خدائی قانون'' سے ان کی مراد صالحین کی حکومت ہے۔ملاحظہ کیجئے:

'' خدا کے فرمانبردار بندے مل کر اجتماعی طاقت سے ''بغاوت'' کا مقابلہ کریں اور'' خدائی قانون'' کو نافذ کریں۔(خطبات صفحہ145)

✿ ......''مسلمان جہا ں اذان کی آواز سنے سب کام چھوڑ کر اپنے قریب کی مسجد کا رخ کرے تا کہ سب مسلمان اللہ کی فوج بن جائیں۔اس اجتماع کی مشق ان کو روزانہ پانچ وقت کرائی جاتی ہے۔اسے روزانہ پانچ مرتبہ خدائی بگل کی آواز پر دوڑنے اور خدائی چھاؤنی یعنی مسجد میں جمع ہونے کا حکم دیا گیا ہے''۔

(خطبات صفحہ 164)

✿ ......''ان کو عبادت کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اصل عبادت (مراد انقلاب یا بغاوت۔ناقل) کے لئے یہ آدمی تیار کرتی ہے۔یہ اس کے لئے لازمی ٹریننگ کورس ہیں''۔

(اسلامی عبادات پر تحقیقی نظر صفحہ 17-18)

✿ ......'' یہ نماز اور روزہ اور زکوۃ حج دراصل تیاری اور تربیت کے لئے ہیں۔جس طرح تمام دنیا کی سلطنتیں اپنی فوج ،پولیس اور سول سروس کے لئے آدمیوں کو پہلے خاص قسم کی ٹریننگ دیتی ہیں......اسی طرح اللہ کا دین بھی...... پہلے خاص طریقے سے تربیت دیتا ہے پھر ان سے جہاد اور حکومت الٰہی کی خدمت لینا چاہتا ہے''۔ (خطبات صفحہ 331)

مودودی نے چودہ سو سال کے لٹریچر کے سراسر خلاف نئے معنی دین کے ایجاد کئے یعنی صرف حکومت اور حاکم اور اطاعت کا نام شریعت اور قانون رکھ دیا تا کہ خالص توحید کا قیام بغاوت اور حکومت سے جنگ کے ہم معنی قرار پائے ۔یوں حکومت جو نا مطلوب ہو اس کی مخالفت اور تشدد سے اسے تباہ کرنا نہایت احسن اور نیکی کا کام قرار پایا۔ارشاد ہوتا ہے:

'' جب آپ کسی کی اطاعت میں داخل ہوئے اور اس کو اپنا حاکم تسلیم کر لیا تو گویا آپ نے اس کا دین قبول کرلیا۔پھر جب وہ آپ کا حاکم ہوا اور آپ اس کی رعایا بن گئے تو اس کے احکام اور اس کے مقرر کئے ہوئے ضابطے آپ کے لئے قانون یا شریعت ہوں گے''۔

(خطبات صفحہ36)

مودودی فلسفہ میں جہاد بمعنی بغاوت

✿ ......مودودی کہتے ہیں:'' جو لوگ خدا کو اپنا بادشاہ تسلیم کرلیں اور اس قانون پر جو خدا نے اپنے نبی ﷺ کے ذریعہ بھیجا ایمان لے آئیں ان سے اسلام یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے بادشاہ کے ملک میں اس کا قانون جاری کرنے کے لئے اٹھیں''۔

(خطبات صفحہ336)

یہاں قانون جاری کرنے سے صریحاً مراد بغاوت ہے۔اگرچہ مودودی انشاء پردازی کے ذریعہ الفاظ کے گورکھ دھندے میں اسے چھپانا چاہتے ہیں لیکن ان کے پیرو کھلے لفظوں میں یہ بیان کرتے ہیں کہ یہی خونی انقلاب ہے جو کمیونزم نظام اور مودودی نظام میں مشترک چیز ہے۔

آگے لکھتے ہیں:

✿ ......'' جہاں بھی تم ہو جس سرزمین میں بھی تمہاری سکونت ہے وہاں خلق خدا کی اصلاح کے لئے اٹھو۔حکومت کے غلط اصول کو صحیح اصول سے بدلنے کی کوشش کرو۔ناخدا شناس اور شتر بے مہار (مراد غیر مسلم اور مودودی کو نہ ماننے والے حکمران۔ناقل) کے لوگوں سے قانون سازی اور فرمانبرداری کا اقتدار چھین لو...... اسی کوشش کا نام جہاد ہے''۔(خطبات صفحہ 330)

'' سوائے خدا اور اس کے رسول کے کسی کے حکم کی اطاعت جائز نہیں''۔(خطبات صفحہ111)

''اگر اس کے خلاف جائیں تو ان کی اطاعت حرام ہے''۔(خطبات صفحہ111)

'' دین کے کئی معنی ہیں۔ایک معنی عزت،حکومت، سلطنت، بادشاہی اور فرمانروائی کے ہیں''۔

(خطبات صفحہ 113)

'' تم جنگ کرو تا کہ دین سے غیر اللہ کی فرمانروائی کا فتنہ مٹ جائے اور دنیا میں بس خدا کا ہی قانون چلے۔خدا کی ہی کی بادشاہی تسلیم کی جائے''۔

(ایضا صفحہ115)

اسلام تلوار سے پھیلا۔مودودی نظریہ

✿ ......''رسول اللہ ﷺ تیرہ برس اسلام کی دعوت دیتے رہے......لیکن قوم نے دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا......لیکن جب......داعی اسلام نے تلوار ہاتھ میں لی...... تو ایک صدی کے اندر چوتھائی دنیا مسلمان ہو گئی''۔(الجہاد فی الاسلام صفحہ173)

Genocide کی تلقین

✿ ......''جس علاقہ میں اسلامی انقلاب رونما ہو وہاں کی مسلمان آبادی کو نوٹس دے دیا جائے کہ جو لوگ اسلام سے اعتقاد اور عملاً منحرف ہو چکے ہیں وہ تاریخ اعلان سے ایک سال کے اندر اپنے غیر مسلم ہونے کا باقاعدہ اظہار کر کے ہمارے نظام اجتماعی سے باہر نکل جائیں۔پھر جو کوئی دائرہ اسلام سے باہر قدم رکھے گا اسے قتل کر دیا جائے''۔ (مرتد کی سزا صفحہ 75)

اسلام ایک جنگی مذہب

اسلام کے متعلق صاف صاف کہہ دیا کہ یہ اولیاء اور مبلغین کا مذہب نہیں بلکہ ایک جنگی مذہب ہے جو تبلیغ کے بالکل خلاف ہے۔یہ پُر امن تبلیغ کا قائل نہیں۔ ملاحظہ ہو:

✿ ......'' یہ مذہبی تبلیغ کرنے والے واعظین (Preachers) اور مبشرین(Missionaries) کی جماعت نہیں بلکہ خدائی فوجداروں کی جماعت ہے۔اس پارٹی کے لئے اقتدار پر قبضہ کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

(تفہیمات صفحہ 71)

''اس نے (یعنی اسلام نے۔ناقل) اقوام عالم کے سامنے تین راستے رکھے ہیں۔اسلام، جزیہ یا جنگ''۔

(اسلام کا عدل اجتماعی ۔مصنفہ قطب صفحہ402)

✿ ......''اسلام اور جزیہ ...... کو ٹھکرا دینے کا مطلب یہ ہے کہ وہ (غیر مسلم حکومت) اسلام اور عام انسانوں کی فکر کے درمیان حائل رہنے پر مصر ہے۔ایسی صورت میں ناگزیر ہو جاتا ہے کہ طاقت ہی کے ذریعہ ختم کیا جائے''۔(اسلام کا عدل اجتماعی صفحہ 422)

سب سے اہم کام۔جہادی گروپ بندی

✿ ......'' ......اب یہ بات صاف ہو گئی کہ اسلام میں جہاد کو اس قدر اہمیت کیوں......دوسرے تمام دینوں کی طرح دین اللہ بھی محض اس بات پر مطمئن نہیں ہو سکتا......(کہ) محض رسمی پوجا پاٹ کرلیا کریں''۔

(صلوٰۃ کی یہ تعریف کی جارہی ہے خدا سے تعلق کا یہ مذاق اڑایا جارہا ہے کہ خدا سے تعلق کی خاطر جو نماز پڑھے گا وہ گویا پوجا پاٹ ہے۔یہ انتہائی توہین آمیز بیان اور حقارت کا اظہار ہے۔)

''اس دین (حکومت) کو زمین پر قائم کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیں ......کسی دوسرے دین (حکومت) کے اندر......آرام کی نیند نہیں آسکے گی''۔

(خطبات صفحہ 345)

اسلامی حکومت فاشزم ہے

✿ ......''یہ اسٹیٹ فاشزم اور اشتراکی کی حکومتوں سے ایک گونا مماثلت رکھتا ہے''۔

(اسلام کا سیاسی نظام از مودودی)

✿ ......''اس لئے اسلام نے (تلوار کے) جہاد کو افضل العبادت قرار دیا ہے''۔(اسلام اور مذاہب عالم ۔ از مظہرالدین صدیقی صفحہ 251)

خونی انقلاب جائز ہے

✿ ......''جب صالحین کا گروہ منظّم ہو اس کے پاس طاقت ہو اہل ملک کی عظیم اکثریت ان کے ساتھ ہو ...... اس صورت میں بلاشبہ صالحین کی جماعت (مراد جہادی گروپ۔ناقل) کو نہ صرف حق حاصل ہے بلکہ ان پر شرعی فرض ہے کہ وہ اپنی طاقت منظّم کر کے ملک کے اندر بزور شمشیر انقلاب پیدا کریں اور حکومت پر قبضہ کرلیں''۔

('اسلامی ریاست' ۔ مودودی)

''صالحین'' کسی غیر مسلم حکومت کے وفادار نہیں

✿ ......کسی دوسرے دین (حکومت) کے تحت آپ اس دین کی پیروی کر ہی نہیں سکتے ۔کسی دوسرے دین کی شرکت (غیر مسلم قانون کی پیروی۔ناقل) ناممکن ہے''۔(خطبات)

خودکش بمباروں کی برین واشنگ

✿ ......''اس دین کو حق مانتے ہوئے تو جو لمحہ بھی آپ پر کسی دوسرے دین کی ماتحتی میں گزرے گا اسی طرح گزرے گا کہ بستر آپ کے لئے کانٹوں کا بستر، کھانا زہر اور حنظل کا کھانا ہو گا۔اور دین حق کو قائم کرنے کی کوشش کے بغیر آپ کو کسی کل چین نہ آسکے گا۔لیکن اگر آپ کو دین اللہ کے سوا کسی دین کے اندر رہنے میں چین آتا ہے اور آپ اس حالت پر راضی ہو تو آپ مومن ہی نہیں''۔(خطبات صفحہ 345)

'' آگ اور پانی جمع ہو سکتے ہیں مگر ایمان باللہ کے ساتھ یہ عمل قطعاً جمع نہیں ہو سکتا''۔(خطبات صفحہ 345)

کھلی بغاوت کی تلقین

اس وقت تمام دنیا میں جو جہادی کیمپ کھلے ہوئے ہیں وہاں مودودی کی یہ تحریریں ٹریننگ کے دوران سنائی جاتی ہیں اور انہیں کھلی بغاوت پر ابھارا جاتا ہے،ان کے ایمان اور ضمیر کو پکارا جاتا ہے کہ اگر وہ غیر مسلم حکومت کو اپنے عقیدے کے خلاف پائیں تو اسے نقصان پہنچانا سیدھے جنت میں جانے کے برابر ہے۔

آپ اندازہ کیجئے کہ اس سے زیادہ خطرناک لٹریچر کیا ہو سکتا ہے۔اکثر زبانوں میں ان کے تراجم ہو چکے ہیں اور ہر ملک میں یہ تحریریں خودکش بمبار پڑھ رہے ہیں۔ اسامہ بن لادن انہیں تحریروں کو عربی میں پڑھ کر امریکہ اور یورپ پر حملہ آور ہوا۔آئے دن ان خودکش بمباروں سے تباہی و بربادی ہوتی رہتی ہے۔گلوبل ولیج ہونے کی وجہ سے ساری دنیا ان کارروائیوں کا نوٹس لیتی ہے تو کیوں نہ وہ لوگ مسلمانوں کو اپنے ملک سے نکالنے پر تل جائیں گے۔

چونکہ پاکستان میں افغانستان کے بارڈر کے ساتھ ساتھ تین ہزار ٹریننگ کیمپ افغان وار کے دوران قائم ہوئے تھے۔جنہیں ضیاء الحق کی حکومت امداد دیتی تھی اس لئے پاکستان کا امیج بُری طرح تباہ ہو گیا۔جو لوگ پاکستانی پاسپورٹ پر سفر کرتے ہیں ان کو دو الزامات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ ایک تو وہ مسلمان ہیں اور ان تحریروں کی وجہ سے مسلمان دنیا میں دہشتگرد سمجھے جاتے ہیں۔دوسرے پاکستان کے متعلق امیج یہ بن چکا ہے کہ جہادی تعلیم کی اصل بانی جماعت اسلامی جو ملا عمر،ایمن الظواہری اور اسامہ بن لادن کی قریبی ساتھی افغان جنگ کے دوران رہی وہ بھی اسی ملک میں موجود ہے۔ اس لئے تمام یورپین ممالک پاکستانی پاسپورٹ کو خطرے کی علامت سمجھنے لگے ہیں۔

جماعت اسلامی کے مخرجین

ہم اسلامی تحریکات اور ان کے مؤقف کا ذکر کر چکے ہیں جو وہ اسلام کے بارہ میں رکھتی ہیں۔یہ تحریکیں کمیونزم سے متاثر ہوئیں۔انہوں نے کمیونزم کے ماٹو''غلبہ حکومت'' کو اپنا لیا۔گویا اسلام کے چہرے کو داغدار کر دیا اور اس پر کالک مل دی۔تشدد اور بربریت کو ہوا دی اور اپنے عمل سے تمام دنیا کو مسلمانوں کا دشمن بنا دیا۔اوپر ان کی منفی تعلیمات کو پیش کیا گیا۔اب ضرورت پڑی کہ اسلام کی اصل تعلیمات کو بھی اجاگر کیا جائے تا کہ اسلام کے چہرے پر جو سیاہی ان لوگوں نے مل دی تھی اسے صاف کیا جا سکے۔

اس سلسلے میں ہم اپنی طرف سے کچھ کہنا نہ چاہیں گے کیونکہ ان جماعتوں میں شامل ایسے لوگوں کی کمی نہیں جنہوں نے ان تحریکوں میں شامل ہو کر انہیں قریب سے دیکھا اور ان کی گمراہی کو محسوس کرنے کے بعد تشدد کی تحریکوں کو چھوڑ دیا اور باہر آ کر چودہ سو سال کے اسلامی لٹریچر سے استفادہ کیا تو ان کی آنکھیں کھلیں اور انہیں سمجھ آگئی کہ کیوں ان تحریکوں کے سربراہ مسلمانوں کو چودہ سو سال کے اولیاء،مبلغین ربانی ، تابعین اور تبع تابعین کے لٹریچر کے قریب جانے سے روکتے ہیں اور اسے'' ذہنی غلامی سے بچنے'' کے نام سے اکتساب فیض سے محروم کرتے ہیں۔

مولانا وحیدالدین کا اخراج

23رفروری2002ء کے اخبار جنگ میں ارشاد احمد حقانی نے ایک مضمون ترتیب دیا جس میں انہوں نے مودودی کے بیٹے حیدر فاروق کا خط درج کیا ۔ حیدر فاروق نے جماعت اسلامی سے خارج کئے جانے والے افراد کے نام لکھے ہیں۔ملاحظہ کیجئے:

'' جماعت اسلامی کی تاریخ گواہ ہے کہ مولانا مودودی مرحوم نے جماعت اسلامی میں کبھی اختلاف رائے کو برداشت نہیں کیا۔سانحہ ماچھی گوٹھ میں تو مرکز سے لے

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

خوش قسمت ہیں ہم احمدی جن کے دلوں کو خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے مسیح کی محبت میں سرشار کیا ہوا ہے۔ جب تک ہم اس محبت کی آبیاری اور اپنے ایمان میں ترقی کی کوشش اللہ کے آگے جھکتے ہوئے، اپنے نیک اعمال بجالاتے ہوئے، اور اپنے آنکھ کے پانی سے کرتے رہیں گے، ہم اس محبت اور تعلق کے فیض سے فیض اٹھاتے چلے جائیں گے۔

یہ وہ جماعت ہے جس کے ہر فرد بچے، جوان، مرد، عورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلافت سے محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے۔ یہ جماعت احمدیہ کی سچائی اور اس کے اس تمام قدرتوں کے مالک اور واحد و یگانہ خدا کی طرف سے ہونے کی دلیل ہے۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ آپؑ کے بعد نظام خلافت یقیناً سچا اور راشد نظام ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت کے شیدائی اب دنیا کی ہر قوم اور ہر ملک میں ہیں۔

جب تک جماعت اور خلافت میں یہ دوطرفہ محبت قائم رہے گی انشاء اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کا قیام اور استحکام رہے گا اور انشاء اللہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق خلافت دائمی ہے یہ محبت بھی دائمی رہے گی۔

ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ مضبوط تعلق اور اس کا فیض ہمارے ایمان کی مضبوطی اور دعاؤں سے مشروط ہے۔ پس اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مزید مضبوط کرتے چلے جائیں۔

(پِتّہ کے آپریشن کی خبر پر جماعت احمدیہ عالمگیر کے افراد کی طرف سے خلافت سے محبت وفدائیت کے والہانہ اظہار اور آپریشن کی کامیابی کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 2/نومبر 2007ء بمطابق 2/نبوت 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد فضل ، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے اذن پا کر جب بیعت لینے کا اعلان فرمایا تو شرائط بیعت میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ آپ علیہ السلام سے ہر بیعت کرنے والا ایسی عقدِ اخوت و محبت رکھے گا جس کی مثال کسی بھی دنیاوی رشتہ میں نہ ملتی ہو۔ یعنی محبت، پیار، بھائی چارے اور خادمانہ حالت کا ایسا بے مثال تعلق ہو جس کا کوئی دنیاوی رشتہ اور تعلق مقابلہ نہ کر سکے۔ کوئی بھی تعلق اگر مقابلے پر آئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق کے مقابلہ میں اس کی ذرّہ بھی وقعت نہ ہو۔ یہ ایک ایسی شرط ہے جو سوائے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے نبھانی بہت مشکل ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہر وہ شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں آپؑ کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوا یا آج ہو رہا ہے، خوشی سے اس شرط پر آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق اور غلام کی بیعت میں آتا ہے اور کوئی خوف یا عذر اس بات پر نہیں ہوتا کہ یہ تعلق کس طرح نبھاؤں گا۔ آج بھی اگر کسی احمدی کو کوئی تعزیر ہو یا ناراضگی کا اظہار ہو تو الّا ماشاء اللہ سبھی یہی لکھتے ہیں کہ ہم اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں اور بیوی بچوں سے تو جدائی برداشت کر سکتے ہیں لیکن جماعت سے علیحدہ رہنا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت سے باہر نکلنا ہمیں برداشت نہیں۔ تو یہ تعلق جیسا کہ مَیں نے کہا سوائے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے نبھانا مشکل ہے اور یہ جماعت کے ہر فرد پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت کیونکہ اللہ تعالیٰ سے اِذن پا کر لی تھی، یہ جماعت کی کشتی بھی اللہ تعالیٰ کے منشاء اور حکم کے مطابق تیار ہوئی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے والے دلوں کو اس تعلق میں مضبوط بھی کرنا تھا اور محبت بھی اس قدر بڑھانی تھی کہ وہ تمام دنیاوی رشتوں سے زیادہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رشتے کو عزیز رکھیں۔ آپؑ کے مُحِبّوں کا گروہ بڑھانے کا اللہ تعالیٰ کا آپ سے وعدہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ”خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین پر پھیلائے گا“۔

(تجلّیاتِ الٰہیہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409)

پس ہر بیعت کنندہ اپنے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت محسوس کرتا ہے اور یہ محبت اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے اور بیعت کرنے کے بعد یا آپؑ سے بیعت کا فہم وادراک حاصل کرنے کے بعد، آپؑ سے عقیدت اور محبت میں ایک احمدی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اس خدا کے فضل کی وجہ سے ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا تھا اور پھر اس وعدہ کو پورا کرتے ہوئے جیسا کہ مَیں نے کہا سعید فطرت لوگوں کو آپؑ سے تعلق اور محبت میں سب رشتوں سے زیادہ بڑھا دیا۔

پس خوش قسمت ہیں ہم احمدی جن کے دلوں کو خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے مسیح کی محبت میں سرشار

کیا ہوا ہے۔ جب تک ہم اس محبت کی آبیاری اور اپنے ایمان میں ترقی کی کوشش اللہ کے آگے جھکتے ہوئے، اپنے نیک اعمال بجالاتے ہوئے اور اپنے آنکھ کے پانی سے کرتے رہیں گے، ہم اس محبت اور تعلق کے فیض سے فیض اٹھاتے چلے جائیں گے۔ ان انعاموں کے وارث بنتے چلے جائیں گے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ والصلوٰۃ والسلام سے فرمایا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ محبت بڑھتی چلی جائے اور اس وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کے انعاموں اور سلامتی سے حصہ دار بنتے چلے جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوّتِ قدسی نے اپنے مُحِبّوں کے گروہ کی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی تربیت کی ہے کہ نسلاً بعد نسلٍ اس محبت کا سلسلہ چلتا چلا جا رہا ہے۔ بلکہ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا نئے آنے والوں میں بھی یہ محبت ترقی پذیر ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ آپؑ کی وفات کا وقت قریب ہے تو آپؑ نے رسالہ الوصیت تحریر فرمایا تھا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی وفات کی خبر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''سواے عزیزو جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پَیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے''۔ (رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305-306)

جب اللہ تعالیٰ کی خاطر آپؑ کے ماننے والوں کے دلوں میں آپ کے لئے محبت پیدا ہوئی تھی اور یہ محبت سب دنیاوی محبتوں کے رشتوں پر حاوی ہوگئی تھی اور حاوی ہے تو قدرتی بات ہے کہ آپؑ کے وقت میں جو آپؑ سے محبت کرنے والے تھے ان کے دلوں میں پریشانی اور غم پیدا ہوا ہوگا۔ آپؑ نے ان کی تسلی کے لئے فرمایا کہ اس سے تمہارے دل غمگین اور پریشان نہ ہوں۔ یہ کشتی جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنی نظر کے سامنے تیار کروائی ہے اسے یونہی نہیں چھوڑے گا بلکہ میرے جانے کے بعد تمہارے دلوں کی سکینت کے لئے دوسری قدرت بھی تمہیں دکھلائے گا۔

پس بحیثیت مسیح موعود اور امام الزمان آپؑ فرماتے ہیں میری محبت تمہارے دلوں میں قائم رہے۔ لیکن میرے نام پر میری نمائندگی میں جو دوسری قدرت خدا تمہیں دکھلائے گا اس سے بھی محبت کا اظہار کرتے ہوئے اسے ہمیشہ پکڑے رہنا کیونکہ دوسری قدرت ہمیشہ رہنے والی ہے۔

خلافت کا ادارہ اب اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق ہمیشہ رہنے والا ہے۔ یہ کہہ کر کہ خلافت اب ہمیشہ تمہارے ساتھ رہنی ہے خلافت کی اہمیت اور اس سے تعلقِ محبت اور عقیدت کے بارے میں بھی بتا دیا۔ یہ بتا کر کہ مَیں جو اس زمانے میں خدا تعالیٰ کی پہلی قدرت ہوں تم نے جو میرے ساتھ محبت اور عقیدت اور اطاعت کا عہد کیا ہے میرے ہی نام پر بیعت لینے والوں سے اس عہد کو نبھانا، خلافت کی محبت کی چنگاری بھی دلوں میں آپؑ نے پیدا کر دی۔ یہ کہہ کر کہ یہ وعدہ تمہاری نسبت ہے اور ہمیشہ ہے، اپنے ماننے والوں کے دلوں کو تیار کر دیا کہ یہ وعدہ جو خدا تعالیٰ نے دوسری قدرت دکھانے کا کیا ہے تبھی پورا ہوگا جب دلوں میں اس قدرت کے لئے محبت پیدا کرو گے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی جماعت سے یہ وعدہ فرمایا ہے اور ان سے ہی وعدہ فرمایا ہے جو ایمان میں بڑھنے والے ہیں۔ ان سے ہی وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر کامل ایمان رکھتے ہوئے اس یقین پر قائم ہیں کہ خلافت خدا کے انعاموں میں سے ایک انعام ہے جس کی بیعت میں آنا ضروری ہے۔ پس تمام سعید فطرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس پیغام کو سمجھ گئے اور خلافت کے ہاتھ پر جمع ہو کر خلیفۂ وقت سے بے لوث اور بے مثال عقیدت اور اخوت کا نمونہ دکھایا اور آج تک دکھلا رہے ہیں۔ یہی بات جماعت کی مضبوطی اور تمکنت کا باعث بن رہی ہے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ وہ تمہیں وہ کچھ دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ ہر احمدی ہر روز یہ نظارہ دیکھ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے ہر لمحہ اور ہر آن پورے ہو رہے ہیں۔

پس یہ جماعت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق پیدا کی ہے یہ وہ جماعت ہے جس کے ہر فرد بچے، جوان، مرد، عورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلافت سے محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے۔ پس یہ جماعت احمدیہ کی سچائی اور اس کے اس تمام قدرتوں کے مالک اور واحد و یگانہ خدا کی طرف سے ہونے کی دلیل ہے۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یقیناً وہی مسیح و مہدی ہیں جنہوں نے اس زمانے میں مبعوث ہونا تھا اور جن کے آنے کی پیشگوئی آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ آپؑ کے بعد نظام خلافت یقیناً سچا اور راشد نظام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد تمام دنیا کو آنحضرت ﷺ کی غلامی میں لانے کا کام کیا ہے اور خلافت احمدیہ کا نظام بھی اسی اہم کام کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آنے کا مطلب ہے کہ خدائے واحد و یگانہ کی عبادت اور اس کے احکامات کی تعمیل۔ پس یہ خلافت احمدیہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت اصل میں آنحضرت ﷺ اور خدا تعالیٰ سے محبت کی ہی کڑیاں ہیں۔ آج دنیا میں ان محبت کرنے والوں میں جو وحدانیت نظر آ رہی ہے، وہ خدا تعالیٰ کی محبت کے راستے تلاش کرنے کے لئے ہے۔ آج دنیا کے 190 ممالک کے مختلف نسلوں اور رنگوں اور زبانوں کے بولنے والوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اور آپؑ کے بعد خلافت کے لئے جو محبت ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں اللہ تعالیٰ کا ایک زبردست تائیدی نشان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف رنگوں اور زبانوں کو ایک نشان بتایا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے کہ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ (الروم: 23) یعنی اس کے نشانوں میں سے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف بھی ہے۔ اس میں تمام جاننے والوں کے لئے بڑے نشان ہیں۔

آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام سن کر مختلف مذاہب، رنگ، نسل اور زبانوں کے اختلاف کے باوجود آپؑ کے ہاتھ پر سعید فطرت لوگ جمع ہو رہے ہیں اور آپؑ کے ہاتھ پر یہ جمع ہونا اور پھر آپؑ کے بعد اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے جو نظام خلافت جاری ہے اس کے ساتھ محبت کا یہ تعلق بھی اللہ تعالیٰ کے ان تائیدی نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو وعدے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے تھے یہ ان وعدوں کے پورا ہونے کے نشانات میں سے نشان ہے۔

گزشتہ خطبے میں مَیں نے اپنے اپریشن کا بتایا تھا تو دنیا کے مختلف کونوں کے رہنے والوں نے جس محبت اور پیار کا اظہار کیا اس نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیاری جماعت سے پیار میں کئی گنا بڑھا دیا۔ عجیب عجیب اظہار تھے جو احمدیوں نے کئے تھے۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ اگر پتّے بدلے جا سکتے ہیں تو میرا پِتّہ حاضر ہے۔ کوئی کسی طرح محبت کا اظہار کر رہا تھا، کوئی کسی طرح۔ کبھی یہ خط آ رہے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت ﷺ کی غلامی میں ایسی جماعت پیدا کر دی ہے جو ایک جسم کی طرح ہے اور خلافت تو اس میں دل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر عام مسلمان کو تکلیف ہو تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایسا محسوس کرو جیسا اپنے جسم کے کسی عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو اگر دل کو تکلیف ہو جائے تو کیا حال ہوتا ہے، یہ ان کی دلیل تھی۔ جذبات سے مغلوب خطوط تھے۔ گو کہ یہ پتّہ کا جو اپریشن ہے بڑا معمولی سا اپریشن ہے اور نئے طریق کار سے اگر اپریشن کے دوران یا بعد میں کوئی پیچیدگی نہ ہو تو زیادہ تکلیف بھی نہیں ہوتی۔ لیکن پھر بھی جب سے انہوں نے سنا پڑھے لکھے لوگ بھی جن کو اس بات کا اچھی طرح علم ہے بلکہ ڈاکٹرز بھی، اَن پڑھ بھی، عام آدمی بھی، افریقہ کے رہنے والے بھی اور جزائر کے رہنے والے بھی، یورپ کے رہنے والے بھی، امریکہ میں رہنے والے احمدی بھی اور ایشیا کے رہنے والے احمدی بھی بڑی فکرمندی کا اظہار کرنے لگے تھے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں لگے اور اس طرح اپنے جذبات کا اظہار کیا کہ انتہائی پیار اور تشکر کے جذبات ان کے لئے ابھرے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان مُحِبّوں اور پیاروں کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے۔ ہر رنج اور ہر غم سے ان کو محفوظ رکھے۔ مختلف قوموں اور رنگوں میں اس تعلق نے جو وحدانیت پیدا کی ہے اسے ہمیشہ قائم رکھے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا مشرق سے بھی، مغرب سے بھی، شمال سے بھی، جنوب سے بھی، ہر ملک کے رہنے والے نے اس طرح جذبات کا اظہار کیا

DEAN MANSON SOLICITORS

We specialise in Immigration & Nationality law; Commercial, Media & Entertainment, Conveyancing, Employment, Family & Ancillary Proceedings, Criminal & Civil Litigation

CONTACT

MUZAFFAR MANSOOR & EJAZ BAIG

243-245 MITCHIM ROAD-TOOTING, LONDON SW17 9JQ

TEL: 020 8767 5000 — FAX: 020 8767 0456

EMAIL: info@dmansonsolicitors.com

ہے کہ بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد زبان پر جاری ہوتی ہے۔ بعض خطوں سے تو مَیں فکرمند ہو گیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان پیاروں کے لئے مَیں بھی اتنا تڑپتا ہوں یا نہیں؟ اللہ کرے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیاروں سے میرے پیار کے معیار بھی بلند سے بلند تر ہوتے چلے جائیں۔

پہلے بھی مَیں ایک دفعہ درخواست دعا کر چکا ہوں کہ دعا کریں کہ اپنے فرض کو احسن رنگ میں ادا کرسکوں۔ اب پھر دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر محبت اور پیار کے ساتھ حق ادا کرنے کی توفیق دے۔ جب تک جماعت اور خلافت میں یہ دو طرفہ محبت قائم رہے گی انشاء اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کا قیام اور استحکام رہے گا اور انشاء اللہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق خلافت دائمی ہے یہ محبت بھی دائمی رہے گی، اس میں کوئی شک نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو جذبات مَیں نے دیکھے ہیں وہ یہی بتا رہے ہیں اور اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ یقیناً سچا ہے اور یہ انعام ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت کے فدائی اور شیدائی اب دنیا کی ہر قوم اور ہر ملک میں ہیں۔ سچے محبوں کا جو گروہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا تھا اس نے اپنی نسلوں میں بھی محبت کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ آج نئی قوموں سے شامل ہونے والے بھی اسی جذبے سے سرشار ہیں۔ اس سال یوکے جلسہ پر جو نئی شامل ہونے والی جماعتیں تھیں، اس سال کے ممالک تھے ان ملکوں میں سے ایک نومبائع احمدی آئے تھے۔ برازیل کے قریب ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے وہاں کے رہنے والے ہیں۔ اب ہمارا وفد جب دوبارہ فرانس سے وہاں گیا تو انہوں نے بتایا کہ جلسے کے بعد جا کر ان نومبائع نے ایک نئے جوش اور جذبے سے تبلیغ کی مہم شروع کی ہوئی ہے اور اخلاص و محبت کا اظہار اس قدر ہے کہ لوگ حیران ہوتے تھے۔ ہر وقت خلافت سے محبت کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ کئی بیعتیں انہوں نے جا کر کروائی ہیں۔ تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کے وعدے کا پورا ہونا کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور اسلام کی محبت دلوں میں پیدا ہو رہی ہے۔

پس اللہ کا یہ فضل اب اس قدر بڑھ چکا ہے اور لوگوں کو اس کا فہم و ادراک اس قدر ہو چکا ہے کہ اب فتنہ پرداز لاکھ کوشش کریں یہ پودے جو اَب تناور درخت بن چکے ہیں وہ اب ان کو ہلا نہیں سکتے۔ کوئی طاقت نہیں ہے جو اب ان کو اکھیڑ سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا تعلق اپنے ربّ سے اتنا پختہ ہو چکا ہے کہ اب کوئی طوفان، کوئی آندھی اسے ہلا نہیں سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس پیغام کو کہ قدرت ثانیہ کا دیکھنا بھی تمہارے لئے ضروری ہے اور یہ دائمی ہے اور یہ وعدہ تمہارے لئے ہے اس خوبی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیاروں نے پکڑا ہے کہ بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر سے دل اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس حبل اللہ کے پکڑنے کی برکت سے جماعت کی جڑیں مضبوط سے مضبوط تر کرتا چلا جا رہا ہے۔ یہ وہ درخت ہے جو سدا بہار، سرسبز درخت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اسے قائم اور سرسبز رکھے۔ کبھی ہم میں سے کوئی سوکھے پتے کی طرح اس سے علیحدہ ہو کر گرنے والا نہ ہو اور ہمیشہ ہم وہ فیض پاتے چلے جائیں جن کی اس دو طرفہ تعلق کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر ہمیں خوشخبری عطا فرمائی ہے۔ ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ مضبوط تعلق اور اس کا فیض ہمارے ایمان کی مضبوطی اور دعاؤں سے مشروط ہے۔ پس اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مزید مضبوط کرتے چلے جائیں۔ دعاؤں سے اس شجرہ طیبہ کی آبیاری کرتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اس کی توفیق عطا فرمائے۔

مَیں ان تمام احمدی ڈاکٹر صاحبان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس دوران میں ہمہ وقت موجود رہ کر اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ اپریشن کرنے والے ڈاکٹر جن کا نام مارکوس ریڈی (Marcuis Reddy) ہے ان کو بھی جزا دے۔ ان کے ساتھ ہمارے احمدی ڈاکٹر مظفر احمد صاحب تھے جو سرجن ہیں۔ پارک سائیڈ ہسپتال میں یہ اپریشن ہوا تھا۔ وہاں کی انتظامیہ نے بھی بہت تعاون کیا ہے بلکہ یوں لگ رہا تھا جس طرح کسی احمدی ہسپتال میں ہی یہ اپریشن ہو رہا ہے۔ اس بات پر وہاں کا سٹاف، ڈاکٹر اور لوگ حیران تھے کہ اپریشن میں ہر ایک مریض کو کچھ نہ کچھ فکر ہوتی ہے۔ مجھے کہہ رہے تھے کہ تم بالکل نارمل ہو۔ بلکہ کہنے لگے کہ تمہاری گھبراہٹ اور بلڈ پریشر بالکل نارمل ہے جبکہ ہمیں تمہارے سے زیادہ ہے۔ مَیں نے سوچا کہ ان کو کیا پتہ کہ اللہ تعالیٰ کا فضل کس طرح ہوتا ہے اور لاکھوں احمدیوں کی دعائیں کیا کام کر رہی ہیں۔ کیونکہ ان لوگوں میں عموماً یہ خانہ تو خالی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب دعا کرنے والوں کو بھی جزا دے اور ہمیشہ ان کی نیک تمنائیں اور دعائیں پوری فرماتا رہے۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 7۔نومبر 2007 قبل نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرم فضل احمد ججہ صاحب (آف لندن)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

آپ مورخہ 5/ نومبر 2007 کو طویل علالت کے بعد 65 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کا تعلق ضلع رحیم یار خان سے تھا جہاں آپ اپنے گاؤں کی جماعت کے 15 سال تک صدر رہے۔ بہت مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرمہ شاہدہ نعیم صاحبہ (اہلیہ مکرم نعیم احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ۔ دعوت الی اللہ۔ ربوہ)

آپ مورخہ 18/ اکتوبر 2007 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ نیک، مخلص، احکام شریعت کی پابند اور سلسلہ کی خدمت کا خاص شوق رکھنے والی خاتون تھیں۔ گزشتہ دو سال سے اپنے محلّہ دارالیمن وسطی حلقہ سلام میں بطور صدر لجنہ خدمت کی توفیق پا رہی تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ کلثوم بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری محمد شریف صاحب بندیچھ۔ آف دارالیمن شرقی ربوہ)

آپ مورخہ 19/ اگست 2007 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ سلسلہ کا درد رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ اپنے ایک بیٹے کو خدمت سلسلہ کے لئے وقف کیا۔ موصیہ تھیں اور چندہ جات کی باقاعدہ ادائیگی کرتی تھیں۔ آپ کے واقف زندگی بیٹے کا نام محمد حنیف شاہد ہے جو بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(3) مکرمہ فرحت سلیمہ اختر صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری احمد حیات صاحب مرحوم آف بیداد پور حال دارالیمن غربی حلقہ شکر۔ ربوہ)

آپ مورخہ 15/ اگست 2007ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نہایت نیک، ملنسار، دعا گو اور تقویٰ شعار خاتون تھیں۔ جماعتی خدمات میں ہمیشہ پیش پیش رہتی تھیں۔ محلّہ کے اکثر بچوں اور بچیوں نے ان سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی۔ جب تک صحت رہی وہ یہ خدمت باقاعدگی سے بجا لاتی رہیں۔ اسی طرح رمضان المبارک کے دوران آپ لجنہ میں قرآن کریم کا درس بھی دیا کرتی تھیں۔

(4) مکرم مظفر احمدی صاحب (آف سڈنی۔ آسٹریلیا)

آپ 20 اکتوبر کو اپنے گھر کے احاطہ میں ایک ٹرک والے کی مدد کرتے ہوئے اپنے ہی ٹریکٹر کے نیچے آ کر 59 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم سڈنی کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ آپ کے دادا حضرت ڈاکٹر عبداللہ احمدی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ لکڑی کا تعمیری کام جانتے تھے۔ آسٹریلیا کی مسجد بیت الھدیٰ میں آپ نے اپنے اس ہنر کی مدد سے کافی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم انتہائی ہنس مکھ اور غریب پرور انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(5) مکرمہ بشیراں بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم سید محمد رفیق شاہ صاحب سابق نقشہ نویس۔ صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

آپ 27۔فروری 2007 کو 80 سال کی عمر میں جرمنی میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کی میت ربوہ لے جائی گئی اور جنازہ کے بعد بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے ان کے درجات کو بلند تر فرمائے اور لواحقین کا ان کے بعد خود نگہبان ہو۔ آمین۔

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی شکرانہ فنڈ

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ 2008ء میں جماعت خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کو عالمگیر سطح پر منانے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ مرکزی کمیٹی خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی نے اس مبارک موقع پر شکرانہ کے طور پر دس لاکھ پاؤنڈ سٹرلنگ کی رقم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی خدمت میں پیش کرنے کی تجویز دی تھی جسے حضور ایدہ اللہ نے منظور فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ افراد جماعت احمدیہ عالمگیر کو خلافت کی عظیم الشان نعمت کا بھرپور احساس ہے۔ احباب کی یاددہانی کے لئے تحریر ہے کہ وہ انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی اس شکرانہ فنڈ میں دلی محبت اور خلوص کے ساتھ حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کی برکات سے دائمی حصہ عطا فرمائے اور ہمیں اپنے شکرگزار بندوں میں شامل فرمائے۔

بقیہ: کیا اسلام تلوار سے پھیلا؟
از صفحہ نمبر 4

کر اضلاع تک وہ سارے افراد جو جماعت میں قیادت کے منصب پر فائز تھے اختلاف رائے کا اظہار کرنے کے بعد نکال دئے گئے یا نکلنے پر مجبور کردئے گئے۔1970ء کے بعد جماعت کے ایک مرکزی عہدیدار (ناظم تنظیم) جناب صفدر حسین صدیقی نے جماعت کی اصلاح کے لئے کچھ تجاویز پیش کیں تو مولانا مودودی نے انہیں لکھا کہ آپ اگر اس مقام پر پہنچ چکے ہیں تو آپ کو اپنی صلاحیتیں جماعت اسلامی کی اصلاح کی بجائے ایک نئی جماعت کے قیام پر خرچ کرنی چاہئیں۔ ہندوستان سے تعلق رکھنے والے مولانا وحیدالدین نے دینی حوالے سے مولانا کی فکر پر تنقید کی تو انہیں بھی جواب دینے اور قائل کرنے کی بجائے مولانا مودودی نے جماعت سے الگ ہونے کا مشورہ دیا“۔

(روزنامہ جنگ پاکستان 23/فروری 2002ء صفحہ4)

کمیونسٹ پارٹی کا فلسفہ

قطع نظر اس کے کہ مولانا مودودی اپنی تحریک میں اتنے ناکام ہوئے کہ ان کے بیٹے بھی باپ کو غلط کار انسان سمجھتے تھے۔ہم ان کا یہ بیان سامنے لانا چاہتے ہیں کہ یہ تحریک اتنی غلط تھی کہ اس میں کوئی دانشور اور اپنی سوچ رکھنے والا شخص رہ ہی نہیں سکتا تھا۔ مودودی کے فرزند ارجمند کی شہادت ملاحظہ فرمائیے جو 12/اکتوبر 1991ء کے جنگ راولپنڈی میں شائع ہوئی:

”میرے والد نے تنخواہ دار سیاسی کارکن کا فلسفہ کمیونسٹ پارٹی سے لیا تھا“۔(عنوان)

”آج تک کوئی بڑی علمی ادبی اور سماجی شخصیت جماعت اسلامی میں شامل نہیں ہوئی۔ صرف مسترد شدہ لوگ ہی آئے۔ تنخواہ دار عہدیداروں کی تو کوشش ہے کہ تجہیز و تکفین بھی بیت المال سے کی جائے“۔حیدر فاروق کی جنگ سے گفتگو۔

لاہور (نمائندہ جنگ) جماعت اسلامی کے بانی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے صاحبزادہ سید حیدر فاروق مودودی نے کہا ہے کہ جماعت اسلامی میں تنخواہ دار سیاسی کارکن رکھنے کا فلسفہ میرے والد نے کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا سے لیا تھا۔ گزشتہ روز جنگ سے گفتگو کرتے ہوئے حیدر فاروق مودودی نے کہا کہ فرق صرف یہ تھا کہ کمیونسٹ پارٹی کے پاس فیض احمد فیض اور سجاد ظہیر جیسے معزز لوگ تھے جبکہ جماعت اسلامی میں معاشرے کے ناکام اور مسترد شدہ (ناکارہ اور بے کار۔ ناقل) لوگ آئے۔1941ء سے لے کر آج تک جماعت اسلامی میں کوئی بڑی علمی ادبی اور سماجی شخصیت شامل نہیں ہوئی۔ حیدر فاروق نے کہا کہ مولانا امین احسن اصلاحی، مولانا منظور احمد نعمانی، مولانا مختار حسن، ڈاکٹر اسرار احمد اور ارشاد احمد حقانی جیسے لوگ ماچھی گوٹھ سازش کے ذریعے جماعت سے نکالے گئے۔انہوں نے کہا کہ اس وقت جماعت اسلامی کے تنخواہ دار عہدیداروں میں ایک بھی ایسا نہیں جو جماعت اسلامی میں آنے سے قبل کوئی اہم علمی یا سماجی رتبہ رکھتا ہو۔ انہوں نے کہا کہ میاں طفیل محمد اور مولانا اسلم سلیمی کا جماعت اسلامی کے تنخواہ دار عہدیداروں کا دوسری سیاسی جماعت کے تنخواہ داروں سے موازنہ کرنا زیادتی ہے۔ دراصل مولانا اسلم سلیمی کے بے بنیاد احساس برتری کی نشان دہی ہے کیونکہ وہ اپنی کمتری کو کبھی تسلیم نہیں کرسکتے۔

حیدر فاروق مودودی نے کہا کہ ان تنخواہ دار عہدیداروں کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ تجہیز و تکفین بھی بیت المال سے ہو۔ انہوں نے کہا کہ جماعت اسلامی نے پاکستان میں دین کے نام پر فساد برپا کرنے کے علاوہ اور کوئی خدمت نہیں کی۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ جماعت اسلامی مولانا مودودی کا راستہ چھوڑ چکی ہے اور صرف اپنی قیمت لگوانے کے لئے حکومت کی مخالفت کرتی ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جماعت اسلامی کبھی آئی جے آئی کو نہیں چھوڑے گی“۔(جنگ راولپنڈی 12/اکتوبر 1991ء)

انبیاء حکومت قائم کرنے نہیں آتے

1964ء میں کوثر نیازی دوسرے بڑے دانشور تھے جنہوں نے جماعت اسلامی کو بہت ڈرامائی انداز میں چھوڑا اور جماعت کے نظام اور افکار کے تضادات کو طشت از بام کیا۔ یہ بیان بہت لمبا چوڑا ہے۔ فی الحال ہم اسے ترک کر کے ان کے دوسرے بیان کو درج کرتے ہیں جو 18/دسمبر 1992ء کے جنگ میں چھپا ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

”مولانا مودودی نے اسلام کی تشریح بھی سیاسی نقطہ نظر سے کی“۔

اس عنوان کے تحت ان کے بیان میں سے ایک چھوٹا سا اقتباس درج کیا جاتا ہے۔

”عربی زبان کے بعد مَیں نے براہ راست دینی مطالعے شروع کئے۔ اس مطالعے کے دوران مجھ پر یہ انکشاف ہوا کہ مولانا مودودی کی فکر جس کو ہم اصل دین سمجھتے تھے یہ صحیح بات نہیں۔ اس طرح ان کے فکر سے مجھے کافی اختلاف ہونے لگے۔ ان میں جو بنیادی اختلاف تھا وہ یہ تھا کہ سیاست زندگی کا ایک جزو ہے، کل نہیں۔ اور دین کے اجزا میں سے بھی ایک جز ہے۔ لیکن مولانا مودودی نے سیاست کے زاویہ نظر سے پورے دین کی تشریح کی۔ انہوں نے اس جز کو کُل بنا دیا۔ باقی دین کے جتنے اجزاء ہیں وہ اس کے نیچے دب گئے اور دین کا جو روحانی پہلو ہے وہ سلب ہوگیا“۔

(جنگ میگزین 18/دسمبر 1992ء)

یعنی تعلق باللہ، کشوف و رؤیا اور الہام کو اڑا دیا گیا۔ اور خشک دہریت زدہ اخلاق پر مبنی پُرتشدد اور تلوار کا اسلام پیش کیا۔ روحانیت کے بغیر اسلام مردہ رہ جاتا ہے اور دوسرے مذاہب پر اس کی فوقیت ختم ہوجاتی ہے۔ آگے لکھتے ہیں:

”اس دوران میں اپنے مطالعہ کے ذریعہ اس نتیجہ پر پہنچ چکا تھا کہ خدا کی طرف سے بھیجے گئے انبیائے کرام کا واحد مقصد حکومت قائم کرنا نہیں تھا اور نہ ہی ان کی تشریف آوری کا مقصد مخصوص سیاسی ڈھانچہ اس زمین پر قائم کرنا ہے۔ اس لئے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے جن میں سے صرف تین پیغمبروں نے حکومت قائم کی۔ وہ حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ان کے علاوہ تمام انبیاء اور رسول کوئی حکومت قائم نہیں کرسکے۔ کیا یہ سمجھا جائے کہ اگر ان کی زندگی کا اور بھیجے جانے کا مقصد ایک مخصوص حکومت کا قیام تھا تو کیا وہ سب ناکام تھے؟“

(جنگ میگزین 18/دسمبر 1992ء)

مولانا سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے؟ ارشاد فرمایا:

”اس صدی میں اسلام کو اس انداز میں (یہ اشارہ نام نہاد تحریکوں کی طرف ہے جنہوں نے کمیونسٹ نظام کے بالمقابل اسلام کو ازم بنا کر پیش کیا۔ ناقل) اور وہ تشریحات کی گئی ہیں جو پہلے کی صدیوں کے مفکرین نے نہیں پیش کی تھیں۔ یہ نعرہ کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے یہ اصولوں کی حد تک صحیح ہے لیکن تفصیلات اور جزئیات کے لحاظ سے یہ صحیح نہیں ہے ......اسلام کے تین چار اجزاء ہیں ایک عبادت (جو اصل دین اور اسلام کی بنیاد اور مغز ہے۔ ناقل) جو کبھی تبدیل نہیں ہوتیں دوسرا اخلاق اور معاملات ہیں ...... ان کو بھی تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ ایک جو معاشرہ ہے اس میں معاشرت تبدیل ہوتی رہے گی“۔

(جنگ میگزین 18/دسمبر 1992ء)

مولانا نے معاشرت کے متعلق صحیح بات کی کہ حکومت معاشرے سے تعلق رکھتی ہے جو ہمیشہ Changeable چیز ہے اور نام نہاد حکومت الٰہیہ جیسی جامد اور پھوٹک چیز نہیں۔ تعلق باللہ اور تصوف کے بارہ میں مولانا نے جواب دیا:

”میرے اور ان (مودودی) کے درمیان اختلاف کی ایک وجہ یہ تھی کہ مولانا مودودی نے روحانیت کو خارج از بحث قرار دے دیا تھا۔ اپنی کتاب ”تجدید و احیاء دین“ میں انہوں نے اپنے سے پہلے جو مجددین گزرے ہیں ان سب پر تنقید کی ہے کہ انہوں نے تصوف سے علاقہ رکھا“۔

(جنگ میگزین 18/دسمبر 1992ء)

تصوف دراصل تزکیۂ نفس اور تعلق باللہ کی چیز ہے جس کا جماعت اسلامی نے انکار کیا تاکہ مودودی کے مجدد بنانے کی راہ نکل سکے۔ اسی لئے سب مجددین کو بُرا بھلا کہا گیا۔ اور اولیاء کے کشوف و رؤیا تو ان کی قوت قدسیہ کا مظہر تھے اور جو اپنے زیر اصلاح لوگوں کے تزکیہ کے لئے اور انہیں تعلق باللہ کی راہ پر ڈالنے کے لئے ضروری تھے۔ اس کی مودودی نے اس لئے شدید مخالفت کی کہ یوں اولیاء کی تحریک مبلغین ربانی اور مشنریز کی تحریک بن جاتی تھی۔ اور چودہ سو سال میں اسلام اگر پھیلا یا تو انہی مبلغین ربّانی اور اولیاء نے پھیلایا۔ اسلام کی یہ تاریخ مودودی کے نظریہ تلوار کے سراسر مخالف تھی جبکہ مودودی انبیاء کو جرنیل اور حکمران ثابت کرنے پر تلے ہوئے تھے جن کی تلوار نے اسلام پھیلایا۔ اولیاء کا وجود اس نقطہ نظر کی واشگاف انداز میں تردید تھا جو مودودی کو منظور نہ تھی۔

اس لئے مودودی نے مجددین، تابعین، تبع تابعین، محدثین کو پیر پرست، گدی نشین اور رہبانیت کے مجاور کہہ کر انہیں نظروں سے گرانے کی ناکام کوشش کی اور صاحب رؤیا کشوف کو بے عقل اور پست ذہنیت قرار دیا تھا۔ کوثر نیازی نے مودودی کی اس فکر سے اختلاف کیا اور جماعت کو علی الاعلان چھوڑ دیا۔

مولانا وحیدالدین کی راست فکری

کوثر نیازی کی طرح مولانا وحیدالدین بھی غلطی سے مولانا مودودی کی جماعت میں داخل ہوگئے تھے لیکن بہت جلدی انہیں احساس ہوگیا کہ وہ نہایت غلط تحریک میں آگئے ہیں۔ انہوں نے مودودی کے نظریۂ حکومتِ الٰہیہ کا تفصیل سے مطالعہ کیا اور اسے از سرتاپا غلط قرار دیا۔ مودودی نے انہیں جماعت چھوڑنے کا نوٹس دیا تو انہوں نے مودودی فکر کو چیلنج کیا اور جواب میں یادگار لٹریچر پیدا کیا۔ ہم ان کی کتاب ”اسلام، پندرھویں صدی میں“ سے چند اقتباسات ذیل میں پیش کررہے ہیں۔

خدائی فوجدار نہیں چاہئے

مومن ہونے کا یہ مطلب بھی نہیں کہ آدمی ”خدائی فوجدار بن کر کھڑا ہوجائے اور حکمرانوں کے خلاف اپوزیشن کا پارٹ ادا کرنے کو اسلام کا کمال سمجھنے لگے۔ اس قسم کی چیزیں اسلام نہیں۔ وہ خود ساختہ ”سیاست“ کو اسلام کا نام دینا ہے“۔

(کتاب ”اسلام پندرھویں صدی میں“ صفحہ 18۔ناشر فضل سنز لمیٹڈ۔اُردو بازار کراچی۔اشاعت 1984ء)

مندرجہ بالا اقتباس میں مولانا وحیدالدین نے اسلامی جماعت کے پورے لٹریچر کی تردید کی ہے اور اسے نئے سیاسی اسلام کا نام دیا ہے جس کا چودہ سو سال کے اسلامی لٹریچر سے کوئی تعلق نہیں۔

تعلق باللہ

اگرچہ مولانا وحیدالدین تزکیۂ نفس کے لئے الہام اور رؤیا کا ذاتی تجربہ ہونے کا ذکر نہیں کرتے لیکن اپنی فطرت سلیم کی رہنمائی میں انبیاء کے مشن کی حقیقت کو سمجھ گئے تھے کہ انبیاء میں رؤیا و کشوف ہی ایک ایسی چیز ہے جو دلوں میں توحید کے بیج بونے کے لئے حقیقی چیز ہے اور اولیاء کو رؤیا و کشوف اس لئے دئے جاتے ہیں تاکہ وہ اپنے زیر اصلاح لوگوں کے دل میں توحید قائم کریں۔ یہی تزکیۂ نفس کا اصل طریق ہے، یہی اولیاء اور انبیاء کا مشن ہے کہ تعلق باللہ کے ذریعہ لوگوں پر حکومت اسلامی قائم کرتے ہیں۔ حکومت کے ڈنڈے سے اصلاح کرنا ہرگز ان کا مقصد نہیں ہوتا۔ چنانچہ مولانا لکھتے ہیں:

”مومن وہ ہے...... جو خدا کو اتنا قریب پائے کہ اس کی سرگوشیاں جاری ہوجائیں“۔

(”اسلام پندرھویں صدی میں“ صفحہ 18)

انبیاء کا مشن۔تبلیغ

مولانا وحیدالدین نے مودودی کے تلوار کے غلبہ رانی اور حکومت کے ذریعہ زبردستی اصلاح کے تصور کو غیر اسلامی قرار دیا اور انبیاء کا مشن دعوت و تبلیغ (Missionary Activities) قرار دیا اور روحانی انقلاب پر زور دیا۔

”اسلامی دعوت فرد انسانی میں انقلاب لانے کی دعوت ہے۔ (نبی اپنے افراد کے دلوں میں توحید کا نقش پیدا کرتا ہے۔ یہی فرد انسانی میں انقلاب کی دعوت ہے۔ ناقل) نہ کہ کسی قسم کے قومی یا بین الاقوامی ڈھانچہ میں اکھاڑ پچھاڑ کرنے کی (یعنی حکومت پر قبضہ کرنا اور سیاسی یا خونی انقلاب انبیاء کا مشن نہیں۔ ناقل) ......

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214750 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر۔میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

قومی یا بین الاقوامی ڈھانچہ کو اسلامی دعوت کا نشانہ بنانا ایسا ہی ہے جیسے خالی فضا میں تیر مارنا''۔

('' اسلام پندرھویں صدی میں '' صفحہ 19)

مندرجہ بالا اقتباس میں جماعت اسلامی کے تصور جہاد حکومت الٰہیہ کی واضح اور کھلی تردید کی گئی ہے۔ مزید فرماتے ہیں:

'' اگر مسلمان اپنے قومی دشمن سے تصادم کو جہاد کہیں یا اپنی قومی تعمیر کو اسلامی نظام کی اصطلاحوں میں بیان کریں تو یہ اسلام نہیں بلکہ غیر اسلام کو اسلام کا نام دینا ہے''۔

('' اسلام پندرھویں صدی میں '' صفحہ 19)

یہاں مولانا نے کھل کر بتا دیا کہ مودودی نے کمیونزم سے متأثر ہو کر جو'ملی ٹینٹ اسلام' (Militant Islam) پیش کیا ہے سراسر غیر اسلامی تصورات ہیں۔

جدید اسلامی تحریکوں کی ناکامی

جماعت اسلامی جیسی تحریکوں کے بارہ میں موصوف لکھتے ہیں:

'' موجودہ زمانہ میں اس قسم کی اسلامی تحریکیں عظیم الشان پیمانہ پر اٹھیں مگر عملاً وہ اس طرح بے نتیجہ ہو کر رہ گئیں جیسے خدا کے نزدیک ان کی کوئی قیمت ہی نہ تھی۔

('' اسلام پندرھویں صدی میں '' صفحہ 19)

'' اگر نعروں اور جلسوں کے زور پر انقلاب برپا کیا جائے تو وہ انقلاب نہیں ایک ہڑبونگ ہوگا۔ جہاں اسلام کے نعرے تو ہوں گے مگر اسلام کے عمل کا کہیں وجود نہ ہوگا...... وہ انقلاب اسلامی کے ہنگامے برپا کریں گے مگر حقیقۃً ان کا مدعا یہ ہوگا کہ دوسروں کو ہٹا کر خود اس پر قابض ہو جائیں''۔

('' اسلام پندرھویں صدی میں '' صفحہ 21-22)

توحید۔ انبیاء کا مشن

'' اسلام کا مشن ایک ہی مشن ہے اور وہ ہے توحید کا پیغام لوگوں تک پہنچانا۔ ایک ایک شخص کو موحد بنانے کی کوشش کرنا، یہی قدیم ترین زمانہ سے تمام نبیوں کا مشن تھا''۔

('' اسلام پندرھویں صدی میں '' صفحہ 22)

چودہ سو سال کے اسلامی لٹریچر میں یہی نظریہ بیان کیا گیا ہے۔ قرآن میں کسی نبی کی حکومت قائم کرنے کی تلقین کے لئے ایک بھی آیت موجود نہیں ہے جبکہ مودودی کیمونزم کے قیام کے لئے خونی انقلاب کی نظیر اسلام میں لانے کے لئے پیغمبر کے ہاتھ میں جنگی اور جہادی تلوار تھمانا چاہتے ہیں۔

اسلامی جہاد۔ صرف سیلف ڈیفینس (Self Defence)

قرآن میں ایک بھی آیت نہیں جہاں حکومت پر قبضے کے لئے جہاد کے لئے کہا گیا ہو۔ صرف ضمیر کی آزادی اور تبلیغ کی آزادی کے لئے جہاں ضرورت ہو وہاں Self Defence کی اجازت دی گئی ہے۔ یہی قتال والا جہاد ہے۔ کسی ڈائریکٹ ایکشن کی اجازت نہیں دی گئی۔ رسول کریم ﷺ کے تمام غزوات اور جنگیں سیلف ڈیفینس کے لئے تھیں۔ مودودی کی تشریحات من گھڑت اور سراسر غلط ہیں اور جدید دور میں جہادی مافیا کے جواز کے لئے کھڑی کی گئی ہیں۔ مودودی ایک بھی آیت ایسی پیش نہیں کر سکتے جس میں کفار کا صفایا کر کے حکومت الٰہیہ قائم کرنے کا حکم ہو۔ سب جگہ مودودی کی من گھڑت تشریحات کام کر رہی ہیں۔ لے دے کے صرف ایک آیت ہے: وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ (الانفال:40) میں فتنہ کا لفظ مودودی پکڑ کر بیٹھ گئے ہیں۔ اور لفظ فتنہ سے کفار کی Cleansing اور مکمل خاتمہ (Genocide) مراد لیتے ہیں۔ لیکن 13 سو سال سے کسی نے یہ تفسیر نہیں کی۔ یہ انوکھا خیال صرف مودودی کو ہی سوجھا ہے۔ اور کمیونزم سے متأثر ہونے کے بعد ان کو یہ دُور کی کوڑی لانے کی سوجھی ہے۔ آیئے سب سے پہلے اس آیت کی تشریح مودودی کے حواری کی زبان سے سنتے ہیں:

''فتنہ'' کا ترجمہ

اس آیت کے غلط ترجمہ سے جہادی مافیا اور Terrorists کو فکری غذا ملی ہے اور دنیا میں ہر جگہ یہ Terrorists کام کر رہے ہیں۔

مودودی کی تفسیر تفہیم القرآن سے اختلاف کرتے ہوئے مولانا وحیدالدین لکھتے ہیں: '' وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ (الانفال: 40) ترجمہ: یعنی مشرکوں سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ کی حالت باقی نہ رہے اور دین سب اللہ کا ہو جائے۔ فتنہ کے معنی آزمائش کے ہیں۔ فَتَنَ فُلَانًا عَنْ وَالَیْہِ کے معنی ہیں رائے سے پھیر دینا۔ قرآن میں آیا ہے موسیٰ علیہ السلام کو اس کی قوم کے چند نوجوانوں کے سوا کسی نے نہ مانا۔ فرعون اور اپنی قوم کے بڑے لوگوں کے ڈر سے جن کو اندیشہ تھا کہ فرعون ان کو ستائے گا (یونس: 83) اس آیت میں اَنْ یَفْتِنَھُمْ کا لفظ ہے جو ستانے اور عذاب دینے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ گویا فتنہ کے معنی تقریباً وہی ہیں جس کو انگریزی زبان میں Persecution کہتے ہیں۔ یعنی کوئی رائے یا عقیدہ رکھنے کی بنا پر کسی کو ستانا''۔

('' اسلام پندرھویں صدی میں '' صفحہ 22-23)

مفسرین نے ان آیات میں فتنہ کی تفسیر ''شرک'' سے کی ہے تاہم یہاں فتنہ سے مراد مطلق شرک نہیں بلکہ شرک جارح ہو تبھی وہ روکنے والا بنتا ہے۔ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ کا مطلب ہے حَتّٰی لَا یُفْتَنَ رَجُلٌ عَنْ دِیْنِہٖ یعنی شرک جارح سے لڑ کر اسے ختم کر دو''۔

('' اسلام پندرھویں صدی میں '' صفحہ 23)

مودودی کے نظریہ جہاد کی یہ تردید قابل ستائش ہے کہ اس تحریر نے جہادی مافیا کی جڑ کاٹ دی ہے۔ دنیا میں ان جہادیوں نے فساد عظیم برپا کیا ہے۔ کیونکہ موجودہ Suicidel Bomber (خودکش بمبار) اسی نظریہ کے تحت دنیا میں تباہی لا رہے ہیں۔ مصنف بتاتے ہیں شرک تو محض عقیدہ کا نام ہے لیکن قدیم زمانہ میں یہ فتنہ کا حامل تھا کیونکہ اس کے نام پر مخالفین مسلمانوں پر ظلم کرتے ہیں لیکن۔

'' اب شرک کی حیثیت ایک ذاتی عقیدہ کی ہوگئی نہ کہ ایک ایسے عوامی نظریہ کی جس کے اوپر سماجی زندگی کا پورا نظام قائم ہو۔ نتیجۃً شرک کا رشتہ اقتدار سے ٹوٹ گیا۔ کیونکہ اب شرک کی بنیاد پر کسی کے لئے حق حکمرانی کا موقع باقی نہیں رہا تھا''۔

('' اسلام پندرھویں صدی میں '' صفحہ 23)

صرف سیلف ڈیفینس (Self Defence)

مولانا وحیدالدین کی اس تشریح کے مطابق تمام جہاد جو رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں ہوا وہ حفاظت خود اختیاری کے تحت ہوئے تھے۔ اس لئے مودودی کی ساری تشریحات غلط ہیں اور جہادی مافیا کے جہاد کی تردید میں مولانا وحیدالدین نے نہایت مناسب تجزیہ کیا ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

'' صلیبی جنگوں میں ہاری ہوئی قوموں کو دوبارہ مسلم علاقوں میں گھستے ہوئے دیکھ کر لوگ بپھر اٹھے ۔ ساری مسلم دنیا میں مغرب کے خلاف سیاسی زور آزمائی شروع ہوگئی حتی کہ بہت سے لوگ سیاسی مقابلہ آرائی ہی کو عین اسلام ثابت کرنے لگے۔ (مولانا کا یہ اشارہ صریحًا جماعت اسلامی کی پالیسی کے بارے میں۔ ناقل) تاکہ لوگ جب اجنبی حکمرانوں سے لڑ کر فارغ ہوں تو خود اپنے ملکی حکمرانوں کے خلاف مقدس سیاسی جہاد چھیڑ دیں۔ اس فضا میں کسی کو یہ سوچنے کا موقع نہ ملا کہ جدید دنیا نے کچھ نئے امکانات کھولے ہیں۔ (یورپ اور امریکہ نے اسلامی تبلیغ کے لئے اپنے بارڈر کھول دئے ہیں۔ ناقل) اور وہ اسلام کے حق میں کامیابی کے ساتھ استعمال کئے جا سکتے ہیں...... مگر ہماری سیاسی نفسیات نے ہم کو ادھر توجہ دینے کی فرصت ہی نہ دی''۔

('' اسلام پندرھویں صدی میں '' صفحہ 26)

مولانا نے توجہ دلائی ہے کہ امریکہ اور یورپ کا ماحول اسلامی مشنریز کے لئے سازگار ہے۔ سٹیج پریس اور الیکٹرانک میڈیا کا یہ دور تبلیغ اسلام کا درحقیقت سنہری دور ہے ایسے مواقع پہلے موجود نہ تھے۔ ایسے حالات میں جہادی کارروائیوں کا جواز ہی نہیں کہ یہ دراصل اسلام کی بدنامی کرنا ہے۔

تبلیغ کے بغیر نصرت الٰہی نہیں

'' خدا کی نصرت کا استحقاق حاصل کرنے کی واحد لازمی شرط دعوت ...... دعوتی عمل کی تکمیل کے نتیجہ میں ایک طرف اہل حق انعام کے مستحق ہو جاتے ہیں ...... خدائی منصوبہ کے تحت حالات میں تبدیلی شروع ہو جاتی ہے...... اتمام حجت کے بغیر محض سیاسی کارروائیوں سے کبھی مسلم گروہ کو غیر مسلم طاقتوں پر غلبہ نہیں ہو سکتا۔ یہ خدا کی سنت ہے اور خدا کی سنت میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی''۔ (انعام :31)

('' اسلام پندرھویں صدی میں '' صفحہ 26)

'' اگر ہم غیر مسلم گروہ پر دعوتی عمل کو انجام نہ دیں تو ہم کو یہ امید بھی نہ کرنی چاہئے کہ غیر مسلم گروہ پر ہمیں غلبہ عطا کیا جائے گا''۔

('' اسلام پندرھویں صدی میں '' صفحہ 24)

یاجوج ماجوج ٹیکنالوجیکل ترقی کی علامت

مولانا وحیدالدین اگرچہ یاجوج ماجوج کی پیشگوئی کو جدید حالات پر apply کرنے میں ناکام رہے۔ لیکن اپنے تجزیہ میں وہ اس حقیقت کے بہت قریب پہنچ گئے کہ جدید مغرب کی اقوام یاجوج ماجوج کی ٹیکنالوجیکل ترقی سے مسلم دنیا ایک ردّعمل کا شکار ہوئی۔ یعنی Over Reaction کا شکار ہوئی جسے انہوں نے نہایت غلط طریق سے لیا اور خود اپنی تباہی کا سامان کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ چودھویں صدی ہی وہ Turning Point تھا کہ اگر مسلمان مغربی علوم کو حاصل کر لیتے اور تبلیغ میں لگے رہتے تو آج یقیناً کامیاب و کامران ہوتے۔ لیکن انہوں نے وہ Opportunity ضائع کر دی۔

'' ساری مسلم دنیا مغرب کے بارہ میں مخالفانہ نفسیات کا شکار ہوگئی۔ مغرب کی طرف سے آنے والے انقلاب کا افادی پہلو اس کی نظر سے اوجھل ہو گیا حالانکہ خدا نے مسلمانوں کے لئے ایسا امکان کھولا تھا کہ وہ خود مغرب کے پیدا کردہ حالات کو اپنے دعوتی مقاصد میں استعمال کر کے مغرب کو نظریاتی طور پر فتح کر سکتے تھے۔

('' اسلام پندرھویں صدی میں '' صفحہ 28)

دجّال سے Dealing

اسی طرح حدیث کا نا دجّال سے مراد مغربی اقوام کی دہریت ہے کہ صرف مادی آنکھ روشن ہے اور مسلمانوں سے صلیبی طاقتوں کی دشمنی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ ان سپر پاور سے مقابلہ آرائی سے جب رسول کریم ﷺ نے منع کیا تھا اور ان سے حکمت عملی سے معاہدے کرنے کی تلقین کی تھی تو انہیں خودکش بمباروں کے ذریعے زیر کرنا ایک انتہائی احمقانہ فعل سمجھا گیا لیکن یہ مسلمانوں کی غلطی تھی کہ انہیں دجّال کی پیشگوئی کی Application سمجھ میں نہ آئی۔

'' یہ تمام تحریکیں ردّعمل کی تحریکیں تھیں نہ کہ حقیقی معنوں میں مثبت تحریکیں...... اس بات سے بے خبر رہے کہ مغرب دراصل کچھ جدید قوتوں کی دریافت کا نام ہے...... وہ جدید قوتوں (یعنی دجال کی صلیبی مغربی قوت۔ ناقل) کے مقابلے میں صرف ایک منفی رول ادا کر کے رہ گئیں۔ اس صورت حال کا مزید نقصان یہ ہوا کہ دوسری قوموں (مراد یورپ، امریکہ، برطانیہ کی دجالی قوت۔ ناقل) سے ہمارا صحیح اسلامی رشتہ قائم نہ ہو سکا۔ مسلمانوں کے لئے دوسری قومیں مدعو (زیر تبلیغ۔ ناقل) کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مگر مذکورہ منفی نفسیات (جہادی قوتوں کا کردار۔ ناقل) کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان قوتوں کو مدعو نہ سمجھا (اسلام کی تبلیغ نہ کی۔ ناقل) ان کو صرف حریف کی نظر سے دیکھا (یعنی صحیح حکمت عملی اختیار نہ کی۔ ناقل) اسلامی تحریکیں پیغام آخرت کی تحریکیں نہ رہیں بلکہ پیغام سیاست کی تحریکیں بن گئیں''۔

('' اسلام پندرھویں صدی میں '' صفحہ 28)

یعنی اسلام کی آفاقی تعلیم تعلق باللہ اور تزکیہ نفس کے ذریعہ توحید اور اخلاق کا قیام مقصد نہ رہا۔ اسامہ بن لادن اور اس کی حلیف جماعت اسلامی کا مقصد نام نہاد حکومت الٰہیہ کا قیام قرار پایا۔

مغربی استعمار اور سائنسی ترقی

مولانا لکھتے ہیں کہ مسلمان جدید ٹیکنالوجی اور مغرب بحیثیت استعمار میں فرق نہ کر سکے اور مسلمان ذہنی کنفیوژن کا شکار رہا۔

'' حد درجہ نادانی کے ساتھ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ تک جان و مال کی قربانیاں دی جاتی رہیں جبکہ ان قربانیوں کے لئے قطعی طور پر مقدر تھا کہ اسباب کی اس دنیا میں وہ بالکل رائیگاں ہو کر رہ جائیں...... پوری مسلم دنیا ایک قسم کے فرضی جنون عظمت (Paranoia) کا شکار ہو کر رہ گئی ہے اور اب کوئی حقیقت پسندانہ بات

اسے اپیل ہی نہیں کرتی''۔(ایضًا صفحہ27)

''آج ساری مسلم دنیا میں اسلام کے نام پر زبردست سرگرمیاں جاری ہیں مگر ساری دھوم فخر (Pride) کے طور پر ہے نہ کہ ذمہ داری کے طور پر''۔

(ایضًا صفحہ30)

مسلمان مغضوب علیھم کے مصداق

''جہاں ایسا اسلام (مراد تشدد اور جہادی مافیا۔ ناقل) ہو وہاں لوگوں کے اوپر خدا کا غضب نازل ہوتا ہے نہ کہ خدا کی رحمت و نصرت''۔

(ایضًا صفحہ30)

''موجودہ زمانہ کی مسلم تحریکیں کسی نہ کسی اعتبار سے اس فخر ماضی کو واپس لانے کے جذبہ سے ابھری ہیں...... جو تحریک قومی نفسیات کے ساتھ اٹھے وہ خدا کی نظر میں قومی تحریک ہی رہے گی''۔(ایضًا صفحہ30)

''ساری دنیا میں اسلامی تحریک کو سیاسی تحریک کے ہم معنی بنا رکھا ہے۔ مسلمان ہر ملک میں وقت کے حکمرانوں کے خلاف شوروشر برپا کرنے میں مشغول ہیں کہیں ان کی یہ تحریک غیر مسلم اقتدار کے خلاف برپا ہے اور کہیں مسلم اقتدار کے خلاف ۔ کہیں وہ مسلح جدوجہد کے روپ میں اور کہیں زبانی اور قلمی احتجاج کے روپ میں ...... موجودہ زمانہ میں بالکل الٹی کارکردگی کا ثبوت دیا ہے۔ خدا نے دعوت حق کی راہ میں سیاسی رکاوٹ کو دور کر کے انہیں موقع دیا تھا کہ وہ آزادانہ حالات میں خدا کے تمام بندوں تک خدا کا پیغام پہنچادیں......مگر انہوں نے دوبارہ نئے نئے عنوان سے اپنے خلاف سیاسی رکاوٹیں کھڑی کرلیں۔ خود ساختہ سیاسی جہاد میں ہر ایک مشغول ہے مگر دعوتی جہاد میں اپنا حصہ ادا کرنے کی فرصت کسی کو نہیں''۔

(ایضًا صفحہ31)

حرف آخر

ہم اپنی طرف سے اس سلسلہ میں کچھ نہیں کہیں گے......مودودی کے نکالے ہوئے مرید مولانا وحیدالدین کے الفاظ پر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

''انہوں نے (مراد ہے مودودی نے۔ناقل) اسلامی دعوت کو سیاسی اور قومی دعوت بنا کر دوبارہ اسلام کو اقتدار کا حریف بنا دیا......نتیجہ یہ ہوا کہ مدعو قوموں کے ساتھ ہر جگہ بالکل بے فائدہ قسم کی مقابلہ آرائی شروع ہوگئی......کام کی ایک سو سال سے بھی زیادہ لمبی مدت مسلمانوں نے کھودی''۔

(''اسلام پندرھویں صدی میں'' صفحہ 32)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

جنت کے پھل

(خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنوں کے مرنے کے بعد انہیں کھانے کو جو پھل دئے جائیں گے ان کا مزہ وہ دنیا میں پہلے چکھ چکے ہوں گے۔ مومن جب کوئی کام صرف خدا کو خوش کرنے کے لئے کرتا ہے یعنی کسی قسم کی کوئی عبادت بجا لاتا ہے جس کا تعلق جسمانی مشقت سے ہو، وقت کی قربانی سے ہو، نمازوں، دعاؤں اور ذکر الٰہی سے ہو یا خدا کے دین کے کاموں اور اس کی مخلوق کی بھلائی کے لئے مالی قربانی سے ہو تو اسے اس کے نتیجہ میں ایک قسم کا لطف اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔ جتنا کوئی اخلاص اور ایمان میں زیادہ بڑھا ہوا ہوگا اس کا لطف اسی نسبت سے ہوگا۔ یہی مزا اللہ تعالیٰ بے حساب گنا بڑھا چڑھا کر ان پھلوں میں ڈال دے گا جو مرنے کے بعد مومن کو کھانے کے لئے ملیں گے اور کھاتے ہی ان کے منہ سے بے اختیار نکلے گا کہ آہا یہ تو وہی پھل ہیں جو ہمیں دنیا کی زندگی میں بھی دئے گئے تھے۔

ان پھلوں کی ایک اور خصوصیت بھی ہوگی جو دوسرے پھلوں میں نہیں پائی جاتی اور وہ یہ کہ مومنوں کو جو پھل دئے جائیں گے ان سب کی بظاہر شکل ایک جیسی ہوگی لیکن مزہ ہر مومن کو اپنا اپنا آئے گا جو دوسرے ساتھیوں کے مزے سے مختلف ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ دنیا میں اگرچہ اعمال کی شکل ایک جیسی تھی لیکن ہر ایک کا اُس میں روحانی لطف دوسروں سے مختلف تھا۔ مثلاً بہت سے لوگ اکٹھے جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں تو عمل کی ظاہری شکل بوجہ ایک ہونے کے جب وہ نماز متمثل ہو کر ایک پھل کی صورت میں ملے گی تو وہ پھل بھی یکساں شکل و صورت کا ہوگا۔ لیکن چونکہ ہر نمازی کے دل کی کیفیت علیحدہ اور مختلف ہوتی ہے اس لئے ہر ایک کا مزہ اپنا اپنا ہوگا۔

مذکورہ بالا مضمون قرآن کریم کی جن آیات میں بیان ہوا ہے ان میں سے ایک میں فرمایا گیا ہے کہ کُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا (البقرة:26)

یعنی صالح عمل بجالانے والے مومنوں کو جب بھی ان (باغات) میں سے کوئی پھل بطور رزق دئے جائیں گے تو وہ کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے بھی دیا جا چکا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے ان کے پاس محض اس سے ملتا جلتا (رزق) لایا گیا تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''اگر اس کے یہ معنے کئے جائیں کہ دنیا میں بھی ہم کو پھل ملے تھے اور اب بھی ملے ہیں تو اس کے معنے تو یہ ہوں گے کہ دنیا کے پھل اور آخرت کے پھل ایک قسم کے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ (السجدہ:18)۔ کوئی شخص بھی نہیں جانتا کہ جنت میں اسے کیا ملنے والا ہے۔ پھر جنت کے پھلوں کو دنیا کے مادی پھلوں جیسا قرار دینے کے کیا معنے ہوئے۔...... میرے نزدیک اس کے صحیح معنے یہ ہیں:

(1) جنتی پھل اپنی لذت کے لحاظ سے ان عبادات کی لذتوں کے مشابہ ہوں گے کہ جو مومن اس دنیا میں کرتے رہے ہیں۔ یعنی مومن ان پھلوں کو کھا کر محسوس کرے گا کہ یہ وہی نماز ہے جو مَیں نے پڑھی تھی۔ یہ وہی روزہ ہے جو مَیں نے رکھا تھا۔ یہ وہی حج ہے جو مَیں نے کیا تھا۔ یہ وہی صدقہ ہے جو مَیں نے دیا تھا۔ یہ وہی عفو ہے جس سے مَیں نے اپنے دشمن سے معاملہ کیا تھا۔ غرض تمام نیک اعمال ایک ایک کر کے ان کے لئے جنت میں متمثل ہوں گے اور ان کے دل خدا کے شکر سے بھرتے جائیں گے کہ میری فلاں نماز بھی اُس نے نہیں بھلائی، میرا فلاں صدقہ بھی اس نے نہیں بھلایا۔ غرض ہر ہر پھل میں وہ خدا تعالیٰ کی قدر دانی کو محسوس کریں گے اور وہ لذت یاد آجائے گی کہ جو اس دنیا میں اس نیک عمل کو بجا لاتے وقت ان کو حاصل ہوئی تھی۔

ان معنوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مومنوں کو اپنی اس ذمہ داری کو محسوس کرنا چاہئے جو اعمال صالحہ کے بجالاتے وقت ان پر عائد ہوتی ہے۔ اگر ہماری نماز جنت میں پھل کی شکل میں آنے والی ہے، ہمارا صدقہ پھل کی شکل میں سامنے آنے والا ہے تو ہمیں اپنی نماز اور اپنے صدقہ کو درست کرنا چاہئے کیونکہ جیسی ہماری نماز اور جیسا ہمارا روزہ ہوگا اسی قسم کے مزہ کا وہ پھل ہوگا جو ہمیں جنت میں ملے گا۔ اگر ہم اپنے اعمال کو پوری دلجمعی اور شوق سے بجا نہیں لاتے تو ہم اپنی روحانی غذا کو جو ہمیں جنت میں ملنے والی ہے دوسروں سے کم لذیذ بناتے ہیں۔ اور اگر ہم اپنے صدقہ اور اپنے عفو کو، خدمت خلق کو اور عبادت کو ٹھیک کرتے ہیں تو گویا اپنی روحانی غذا کو لذیذ بناتے ہیں کیونکہ اس غذا کی لذت ہماری اس لذت کے مشابہ ہوگی جو اس وقت ہم نیک اعمال میں محسوس کرتے ہیں......۔

ایک معنے اس کے یہ بھی ہیں کہ جنت کی ہر غذا ہر شخص کے اندرونی قویٰ کے مطابق ہوگی۔ جیسی اس کی طاقت ویسی غذا۔ یعنی جس جس انسان کو روحانی ترقی کے لئے جس جس قسم کی روحانی غذا کی ضرورت ہوگی وہی غذا اس کے لئے مہیا کی جائے گی تا کہ اس کی روحانی طاقتیں بڑھتی چلی جائیں اور کوئی روک پیدا نہ ہو۔

ایک معنے اس کے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ گو جنت کے پھل دنیا کے پھلوں کے ہم شکل ہوں گے مگر یہ مشابہت صرف شکل کی ہوگی ورنہ اپنی لذت اور تاثیر اور حقیقت کے لحاظ سے وہ ان سے مختلف ہوں گے کیونکہ یہ مادی جسم والے پھل ہیں اور وہ روحانی جسم والے پھل ہوں گے''۔

(تفسیر کبیر جلد اوّل صفحات 250-252)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بار بار اپنے خطبات میں ہم احمدیوں کو اپنی عبادات کا معیار بلند کرنے کی تلقین فرماتے رہتے ہیں۔ جب ہماری عبادات کا معیار بلند ہوگا تو ان میں روحانی لذت و سرور بھی آنے لگے گا۔ پھر نمازوں میں بھی مزہ آئے گا۔ خدمت دین کے کاموں میں بھی اور مالی قربانی وغیرہ میں بھی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نمازوں کی حفاظت کرنے اور ان میں لذت اور ذوق تلاش کرنے کی اہمیت کے بارہ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں:

''نماز اصل میں ربّ العزت سے دعا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ عافیت اور خوشی کا سامان مل سکتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ اس پر اپنا فضل کرے گا اس وقت اسے حقیقی سرور اور راحت ملے گی۔ اس وقت سے اس کو نمازوں میں لذت اور ذوق آنے لگے گا جس طرح لذیذ غذاؤں کے کھانے سے مزہ آتا ہے اسی طرح پھر گریہ و بکا کی لذت آئے گی اور یہ حالت جو نماز کی ہے وہ پیدا ہو جائے گی۔ اس سے پہلے جیسے کڑوی دوا کو کھاتا ہے تا کہ صحت حاصل ہو اسی طرح اس بے ذوقی نماز کو پڑھنا اور دعائیں مانگنا ضروری ہیں۔ اس بے ذوقی کی حالت میں یہ فرض کر کے کہ اس سے لذت اور ذوق پیدا ہو، یہ دعا کرے کہ اے اللہ! تُو مجھے دیکھتا ہے کہ مَیں کیسا اندھا اور نابینا ہوں اور مَیں اس وقت بالکل مُردہ حالت میں ہوں۔ مَیں جانتا ہوں کہ تھوڑی دیر کے بعد مجھے آواز آئے گی تو مَیں تیری طرف آجاؤں گا۔ اس وقت مجھے کوئی روک نہ سکے گا۔ لیکن میرا دل اندھا اور ناشناسا ہے تُو ایسا شعلۂ نُور اس پر نازل کر کہ تیرا اُنس اور شوق اس میں پیدا ہو جائے۔ تُو ایسا فضل کر کہ مَیں نابینا نہ اٹھوں اور نہ اندھوں میں نہ جاہلوں میں ۔ جب اس قسم کی دعا مانگے گا اور اس پر دوام اختیار کرے گا تو وہ دیکھے گا کہ ایک وقت اس پر ایسا آئے گا کہ اس بے ذوقی کی نماز میں ایک چیز آسمان سے اس پر گرے گی جو رقّت پیدا کر دے گی''۔

(ملفوظات جلد 4صفحہ321-322 مطبوعہ لندن)

روحانی ترقی میں کوئی مقام بھی آخری نہیں ہوتا اس لئے ہم سب ہمیشہ اللہ کی مدد کے محتاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عبادات کے معیار کو ہمیشہ بلند سے بلند تر کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ جب خدا کا فضل ہوگا تو پھر نمازوں اور دعاؤں میں ایک نئی لذت اور ذوق ملے گا۔ خدمت دین کے کاموں میں بھی نیا ذوق پیدا ہو جائے گا، مالی قربانیوں اور چندوں وغیرہ کو دیتے ہوئے تکلیف نہیں بلکہ خوشی محسوس ہوگی اور خدا کی مخلوق کی خدمت و ہمدردی کے کاموں میں ایک نئی روح اور لذت داخل ہو جائے گی ۔ تب جب خدا کے حضور حاضر ہوں گے تو خدائے رحمان رحیم اپنے فضل سے ان کاموں کے بدلہ میں جو پھل عطا فرمائے گا وہ ہماری قلبی کیفیات کی طرح ہی پُرلطف ہوں گے اور ہمیں وہ لذت یاد آجائے گی جو اس دنیا میں ان کاموں کو بجالاتے وقت حاصل ہوئی تھی۔ اگرچہ دونوں کی شدت میں بے انتہا فرق ہوگا۔ اے خدا ہم سب کو اس لذت روحانی سے آشنا کر۔ اے خدا ایسا نہ ہو کہ جب ہماری نمازیں، چندے اور دیگر خدمت دین وغیرہ کے کام متمثل ہو کر پھلوں کی شکل میں ہمیں ملیں تو بظاہر خوش شکل ہونے کے باوجود وہ بے کیف، پھیکے اور بدمزہ نکلیں۔ جیسے تجربہ بتاتا ہے کہ بعض دفعہ بڑے خوش شکل پھل اندر سے کرم خوردہ یا کچے ہونے کے سبب سے کڑوے کسیلے نکلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اعمال کے ظاہر و باطن کو حسین تر بنانے کی توفیق بخشے تا کہ خدا کی نعمتوں والی جنّات کے وارث ہوں۔ آمین

درُود شریف کی

فضیلت، اہمیت اور برکات

(مبارک مصلح الدین احمد۔ ربوہ)

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا(الاحزاب:57)

ترجمہ: یقیناً اللہ اور اُس کے تمام فرشتے اس نبی پر (یعنی محمد ﷺ) پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی اس نبی پر درود بھیجو اور نہایت محبت اور اخلاص سے خُوب خُوب سلام بھیجو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سورۃ الاحزاب کی اس آیت کے بارہ میں فرماتے ہیں:

’’اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے۔ یعنی آپ کے اعمال صالحہ کی تعریف، تحدید سے بیرون تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپ کی روح میں وہ صدق و وفا تھا اور آپ ؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکرگزاری کے طور پر درُود بھیجیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّم‘‘۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۔جلد اول صفحہ 24۔ رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء صفحہ50-51)

✿...... فضالہ بن عبید ؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اِذَا صَلَّ اَحَدُکُمْ فَلْیَبْدَءِ بِتَحْمِیْدِ رَبِّہٖ سُبْحٰنَہٗ وَالثَّنَآءَ عَلَیْہِ ثُمَّ یُصَلِّی عَلَی النَّبِیِّ ﷺ ثُمَّ یَدْعُوْا بَعْدُ بِمَا شَآءَ۔(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب الدعا)

✿...... حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

فَاِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا ۔(سنن نسائی)

یعنی جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے اس پر اللہ تعالیٰ دس بار رحمت بھیجتا ہے۔

✿...... حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتُکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ مَا کُنْتُمْ۔(جلاء الافہام۔ بحوالہ جزء حسین بن احمد)

یعنی جہاں بھی تم ہو مجھ پر درود بھیجا کرنا۔ تمہارا درود مجھے پہنچایا جائے گا۔

✿...... حضرت اوس بن اوس ؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تمہارے بہترین ایام میں سے جمعہ کا دن بھی ہے۔ پس اس روز تم مجھ پر خاص طور پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔

(سنن ابوداؤد۔ ابواب الجمعۃ)

✿...... عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃٌ ۔(جامع ترمذی)

یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز میرے ساتھ تمام لوگوں سے زیادہ تعلق اور قُرب رکھنے والا شخص وہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ دورد بھیجنے والا ہوگا۔

✿......عَنْ اَبِی بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رضی اللہ عنہ قَالَ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ کُنْتُ شَفِیْعَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

(جلاء الافہام۔مؤلفہ حافظ ابن قیّم)

جو شخص مجھ پر درود بھیجے گا قیامت کے روز مَیں اس کی شفاعت کروں گا۔

✿......حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’درودشریف وہی بہتر ہے جو آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا ہے اور وہ یہ ہے:

’’اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَاصَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی الِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی الِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔

ترجمہ: اے اللہ! محمد ؐرسول اللہ پر اور محمد ؐرسول اللہ کی آل پر درود بھیج جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیمؑ پر اور حضرت ابراہیمؑ کی آل پر درود بھیجا ہے تو بہت تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔

اے اللہ! محمد ؐرسول اللہ پر اور محمد ؐرسول اللہ کی آل پر برکات نازل کر جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیمؑ پر اور حضرت ابراہیمؑ کی آل پر برکات نازل کیں۔ تُو بہت تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔

جو الفاظ ایک پرہیزگار کے منہ سے نکلتے ہیں ان میں ضرور کسی قدر برکت ہوتی ہے۔ پس خیال کر لینا چاہئے کہ جو پرہیزگاروں کا سردار اور نبیوں کا سپہ سالار ہے اس کے منہ سے جو لفظ نکلے ہیں وہ کس قدر متبرک ہوں گے۔ غرض سب اقسام درود شریف سے یہی درود شریف زیادہ مبارک ہے۔ یہی اس عاجز کا وِرد ہے۔

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ 18)

✿......اسی طرح حضرت چوہدری رستم علی صاحب ؓ کے نام مکتوب محررہ 2/ اگست 1885ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا:

’’بعد نماز مغرب وعشاء جہاں تک ممکن ہو درود شریف بکثرت پڑھیں اور دلی محبت اور اخلاص سے پڑھیں‘‘۔

اس کے بعد حضور ؑ نے وہی الفاظ درود کے تحریر فرمائے جو اوپر لکھے گئے ہیں اور تحریر فرمایا کہ: ’’یہی درود شریف پڑھیں ۔اگر اس کی دلی ذوق اور محبت سے مداومت کی جائے تو زیارت رسول کریم ؐ بھی ہو جاتی ہے اور تنویر باطن اور استقامت دین کے لئے بہت مؤثر ہے‘‘۔ (مکتوبات جلد 5نمبر 3 صفحہ 6-7)

✿...... عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَلُّوا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتُکُمْ عَلَیَّ زَکٰوۃٌ لَّکُمْ۔

(جلاء الافہام۔مؤلفہ حافظ ابن قیّم)

یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مجھ پر درود بھیجا کرو۔ تمہارا مجھ پر درود بھیجنا خود تمہارے لئے پاکیزگی اور ترقی کا ذریعہ ہے۔

✿......عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ نَسِیَ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ خَطِئَ طَرِیْقَ الْجَنَّۃِ۔(سنن ابن ماجہ)

یعنی جس نے مجھ پر درود بھیجنا چھوڑا اس نے جنت کی راہ کو چھوڑ دیا۔

گویا درود شریف جنت کی راہ ہے۔

✿......حضرت جابر بن سمرۃ السوائی ؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

کَثْرَۃُ الذِّکْرِوَالصَّلٰوۃِ عَلَیَّ تَنْفِی الْفَقْرَ۔

(جلاء الافہام۔مؤلفہ حافظ ابن قیّم)

یعنی کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور کثرت سے مجھ پر درود بھیجنا تنگی کے دُور ہونے کا ذریعہ ہے۔

✿......حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ؓ فرماتے ہیں:

’’ایک بار مَیں نے خود حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا۔ آپ ؑ فرماتے تھے کہ درُود شریف کے طفیل اور اس کی کثرت سے یہ درجے خدا نے مجھے عطا کئے ہیں۔ اور فرمایا کہ مَیں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت ﷺ کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آنحضرت ﷺ کے سینہ میں جذب ہو جاتے ہیں۔ اور وہاں سے نکل کر ان کی لاانتہاء نالیاں ہوتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں ۔ یقیناً کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرت ﷺ دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔

اور فرمایا: درود شریف کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کے اُس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نالیاں نکلتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اُس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھے تا کہ اِس فیض میں حرکت پیدا ہو‘‘۔اخبار الحکم جلد 7نمبر 8صفحہ7پرچہ 28/ فروری 1903ء)

✿......حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’درود سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جو شخص درود کثرت سے پڑھتا ہے اس کی دعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں ......درُود پڑھنے والے شخص کے متعلق جب خدا دیکھتا ہے کہ اس نے اس پیارے کے لئے دعا کی ہے تو کہتا ہے تُو نے میرے پیارے کے لئے دعا کی، آمَیں تیری دعا بھی قبول کرتا ہوں...... ہم مساجد میں جب آئیں تب بھی درُود پڑھیں اور گھروں میں جب جائیں تب بھی آنحضرت ﷺ پر درُود پڑھیں‘‘۔

(الفضل جلد 13نمبر68پرچہ 11/ دسمبر 1925ء)

✿......حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت ﷺ پر درُود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا کیونکہ میرا یقین تھا کہ خداتعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں ۔ وہ بجز وسیلۂ نبی کریم ؐ کے مل نہیں سکتیں۔ جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ(المائدہ :36)۔ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راستے سے میرے گھر میں داخل ہوئے اور ان کے کاندھوں پر نُور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں: ھٰذَا بِمَا صَلَّیْتَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ؐ‘‘۔

(حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ131حاشیہ)

✿......حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ 26/ مئی 2000ء کے خطبہ میں فرماتے ہیں:

’’حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے دن رات جو اپنے لئے اور اُمّت کے لئے دعائیں مانگی ہیں وہ اتنی دعائیں ہیں کہ ناممکن ہے کہ ایک انسان اُن کو پوری طرح یاد رکھ سکے۔...... جتنی آپ نے اُمّت کے ہمّ وغم میں دعائیں مانگی ہیں اُسی ہمّ وغم کے ساتھ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنا چاہئے اور اُسی کثرت سے بھیجنا چاہئے۔ اگر ساری زندگی بھی درُود میں گزر جائے تو یہ بھی کوئی ایسی جزا نہیں ہوگی جو آنحضرت ﷺ کے حُسن واحسان کے بدلہ میں دی گئی ہو بلکہ حُسن واحسان کا بدلہ اتارنے کے لئے کوشش ہوگی، ایک کمزور کوشش جسے اللہ قبول فرمائے اور ہماری بگڑیاں بھی سنور جائیں ۔ قیامت تک کے لئے جماعت احمدیہ کو آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کا ثمرہ ملتا رہے۔ آمین‘‘۔

(روزنامہ الفضل 16/ اگست 2000ء)

یَا رَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِمًا
فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا وَبَعْثٍ ثَانٖ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّالِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّم

✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

ڈیون اینڈ کارنوال(UK) کے علاقہ میں

اسلام، احمدیت کے تعارف کی بھرپور مساعی

(مبارک احمد بسرا۔ مبلغ سلسلہ آکسفورڈ)

ہماری ساؤتھ ویسٹ ریجن کی جماعت ڈیون اینڈ کارنوال میں مختلف گورنمنٹ، سول اور پرائیویٹ اداروں کے علاوہ مقامی کمیونیٹیز میں اسلام اور احمدیت کے مکمل تعارف کی غرض سے گزشتہ کئی سالوں سے انتہائی مربوط اور منظّم تبلیغی کاوشیں جاری ہیں جس کی بنیاد سابق صدر جماعت ڈیون اینڈ کارنوال و سابق ریجنل امیر ساؤتھ ویسٹ ریجن محترم رشید احمد صاحب چھیدو مرحوم نے رکھی تھی ۔مرحوم امیر صاحب کی خواہش تھی کہ وہ اس علاقے میں ایک احمدیہ مسجد قائم کریں اور بعض کمیونیٹیز کی جانب سے شدید مخالفانہ کوششوں کے باوجود وہ اپنی اس کوشش میں کسی حد تک کامیاب بھی رہے کیونکہ مقامی کونسل نے احمدیہ مسجد کے لئے ایک عدد پلاٹ مختص کردیا۔اب ماشاءاللہ ان کے بیٹے مکرم فرید احمد صاحب صدر جماعت بھی تواتر کے ساتھ مختلف پروگرام منعقد کرتے رہتے ہیں۔

امسال باہمی مشورہ سے مورخہ 11 تا 14 جون 2007ء ڈیون اینڈ کارنوال کے علاقہ میں اسلام اور احمدیت کے موثر تعارف کی غرض سے ایک چار روزہ پروگرام ترتیب دیا تھا جس میں مختلف اہم شخصیات اور کمیونیٹیز کے افراد کے ساتھ میٹنگز کے علاوہ الیکٹرونک میڈیا اور اخبارات میں انٹرویوز شامل تھے۔اس سلسلہ میں محترم مولانا عطاءالمجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن کی رہنمائی بھی ہمیں حاصل رہی۔حسب پروگرام محترم امام صاحب اور خاکسار 11/جون 2007ء کی صبح مسجد فضل لندن سے روانہ ہوئے اور بذریعہ کار تقریباً تین سو میل کا سفر طے کر کے ’’نیوکی‘‘ پہنچے۔ یہاں پر صدر جماعت مکرم فرید احمد صاحب نے استقبال کیا۔

ریڈیو پر انٹرویوز

مورخہ 12 /جون 2007ء کو بی بی سی ریڈیو کارنوال سے محترم امام صاحب اور مکرم فرید احمد صاحب کا انٹرویو براہ راست نشر کیا گیا۔پروگرام کے میزبان Laurence Reed صاحب کی جانب سے پوچھے گئے اسلام اور دہشت گردی کے حوالے سے مختلف نوعیت کے سوالات کے محترم امام صاحب نے تفصیلی جوابات دیئے۔اس پروگرام کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں براہ راست سامعین کو بھی سوالات کرنے کی دعوت دی گئی تھی اور بہت سے سامعین نے آجکل کی صورت حال میں مسلمان ممالک کے رویہ کی بابت سوالات کئے۔اسی طرح چند سامعین نے ’نیوکی‘ میں احمدیہ مسجد کے حوالہ سے بھی سوالات کئے جن کے مکرم فرید احمد صاحب نے تشفی بخش جوابات دیئے۔ چالیس منٹ کے اس لائیو انٹرویو کے بعد اسی ریڈیو کی فیتھ پروگرام کی پروڈیوسر Naomi Kennedy صاحبہ نے پندرہ منٹ کا انٹرویو ریکارڈ کیا جس میں بین المذاہب مسائل کے متعلق سوالات کئے اور مختلف مذاہب کے درمیان ہم آہنگی اور تعاون کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر دریافت کیا گیا۔اس کے علاوہ کارنوال اور لندن کی مسلم کمیونیٹیز کو درپیش مسائل اور ان کے موازنے کے متعلق سوالات کئے جن کے تفصیلی جوابات مکرم امام صاحب نے دیئے۔یہ پروگرام مورخہ 17/ جون 2007ء اتوار کی صبح نشر کیا گیا۔ بی بی سی کی نشریات میں یہ پروگرام پورے یوکے میں ریڈیو پر سب سے زیادہ سنا جانے والا پروگرام ہے اور اس کے سامعین کی تعداد ڈیڑھ لاکھ افراد سے تجاوز کر جاتی ہے۔اس طرح اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے نہ صرف لاکھوں افراد کے ذہنوں میں پائی جانے والی اسلام سے متعلق غلط فہمیاں دور ہوئیں بلکہ لوگوں میں اسلامی تعلیمات کے بارے میں حقیقی اور خوبصورت تاثر قائم ہوا۔ریڈیو اسٹیشن سے رخصت ہونے سے قبل پروڈیوسر مکرمہ Victoria Gould صاحبہ اور Naomi Kennedy صاحبہ کو قرآن کریم اور اسلام اور احمدیت سے متعلق مختلف کتب پیش کی گئیں۔

پولیس کے اعلیٰ افسران کے ساتھ ڈنر

اسی روز رات کو صدر صاحب جماعت نے اپنی رہائش گاہ پر ڈنر کا اہتمام کیا تھا جس میں پولیس چیف سپرنٹنڈنٹ Robert Cooper صاحب ، سارجنٹ Aaron Piper صاحب اور پی سی Kevin Sparks صاحب نے شرکت کی۔کھانے کے بعد مختلف مسائل پر تبادلہ خیال کے دوران مکرم امام صاحب،فرید صاحب اور خاکسار کو یہ موقع ملا کہ اسلام اور احمدیت کی بنیادی تعلیمات اور موجودہ دور میں درپیش مشکلات میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں احمدیت کے نقطہ نظر کی وضاحت کریں۔موجودہ حالات میں مختلف کمیونیٹیز سے زیادہ سے زیادہ رابطے اور اس سلسلہ میں پولیس ڈیپارٹمنٹ کی مشکلات کے بارے میں تجاویز سے متعلق بھی خیالات کا تبادلہ کیا گیا۔معزز مہمانوں نے مکرم امام صاحب سے ملاقات اور تبادلہ خیالات کو بہت سراہا اور انہیں اپنے علم میں ایک اضافہ قرار دیا۔انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اسلام کی حقیقی تصویر کو میڈیا کے ذریعہ اجاگر کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے تاکہ اس معاشرے میں پھیلی ہوئی غلط فہمیاں دور ہوسکیں۔اس دلچسپ اور مفید مجلس کے اختتام پر پولیس چیف سپرنٹنڈنٹ Robert Cooper صاحب کو محترم امام صاحب نے قرآن کریم نیز اسلام و احمدیت سے متعلق مختلف کتب پیش کیں۔

پولیس کے ساتھ پروگرام

مورخہ 13 /جون 2007ء کی صبح کارنوال شہر کے ہال میں اسلام اور احمدیت کے تعارف کا پروگرام تھا جس میں پچیس سے زائد پولیس افسران نے شرکت کی ۔ڈیون اینڈ کارنوال میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا اور تاریخی پروگرام تھا۔آج سے قبل پہلے کبھی کسی کمیونیٹی کی جانب سے اس قسم کا پروگرام منعقد نہیں ہوا جس میں اتنی تعداد میں پولیس افسران نے شرکت کی ہو۔اس سیشن میں مکرم امام صاحب نے پاور پوائنٹ کی مدد سے اسلام اور احمدیت کی مختصر تاریخ بیان فرمائی۔ دوران تقریر تمام حاضرین انتہائی انہماک سے محترم امام صاحب کا خطاب سن رہے تھے۔جس کے بعد پولیس افسران نے مختلف مسلم کمیونیٹیز کے درمیان فرق اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں موجودہ حالات میں اسلامی دنیا کے ردعمل سے متعلق سوالات کئے ۔اس کے علاوہ پولیس ڈیپارٹمنٹ میں مسلم افسران کی کم تعداد کے حوالے سے بھی بعض سوالات کئے جن کے محترم امام صاحب نے تفصیلی جوابات دیئے۔پروگرام کے اختتام پر محترم امام صاحب نے ڈیون اینڈ کارنوال پولیس کے ڈائیورسٹی منیجر سارجنٹ Aaron Piper صاحب کو قرآن کریم نیز اسلام اور احمدیت سے متعلق چند کتب پیش کیں جو انہوں نے بخوشی قبول کیں۔

کاؤنٹی کونسل میں میٹنگ

بعد دوپہر کارنوال کاؤنٹی کونسل میں ایک میٹنگ کا انتظام تھا جس میں ایجوکیشن اور سوشل کیئر ڈیپارٹمنٹ کے پندرہ سے زائد افراد نے شرکت کی جن میں ڈائریکٹر، ہیڈ آف ریلیجس کمیٹی، کونسل ممبران، اساتذہ اور سوشل کیئر آفیسرز شامل تھے۔ یہاں محترم امام صاحب نے مختلف مذاہب اور کمیونیٹیز میں رابطے کے بارہ میں اسلام کا نقطہ نظر بیان فرمایا۔انہوں نے کسی بھی معاشرے میں بسنے والے ایک مسلمان کی اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں اس معاشرے کی اقدار سے مطابقت پیدا کرنے کے متعلق اس کی ذمہ داریاں بیان کیں۔ نیز انہوں نے برطانیہ میں رہنے والے مسلمانوں کے انگریزی زبان سیکھنے اور اس معاشرے میں مثبت کردار ادا کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔اسی طرح انہوں نے اس معاشرے کے تمام افراد پر دیگر مذاہب اور کمیونیٹیز کا احترام کرنے کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا۔مکرم امام صاحب کے خطاب کے بعد حاضرین کو سوالات کا موقع فراہم کیا گیا جس میں بیشتر شرکاء نے موجودہ حالات کے تناظر میں اسلامی احکامات، اسلام میں بچوں کے حقوق، احمدی مسلمانوں اور غیر احمدیوں میں فرق اور دیگر کئی موضوعات پر سوالات کئے جن کے مکرم امام صاحب نے اطمینان بخش جوابات دیئے۔ تقریب کے اختتام پر محترم امام صاحب نے ڈائریکٹر کارنوال کاؤنٹی کونسل کو قرآن کریم اور اسلام اور احمدیت سے متعلق مختلف کتب پیش کیں۔

علاقائی اخبارات اور ریڈیو کے انٹرویوز

جمعرات 4/جون ہمارے دورے اور مصروفیات کا آخری دن تھا۔ پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق اس روز صرف ’’نیوکی وائس‘‘ اخبار کے ساتھ انٹرویو تھا۔لیکن ہم خدا تعالیٰ کے حضور دعا گو تھے کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اسلام کا خوبصورت پیغام پہنچانے کے مواقع میسر آئیں ۔اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت سے نوازا اور اس آخری روز ایک اور علاقائی اخبار نے رابطہ قائم کر کے انٹرویو کیا۔ علاوہ ازیں بی بی سی ریڈیو ڈیون نے بھی مکرم امام صاحب سے لائیو انٹرویو کرنے کی درخواست کی ۔ چنانچہ اخبارات کے انٹرویو سے فارغ ہوکر اس ریڈیو اسٹیشن جانے کی غرض سے پلے متھ کے لئے روانہ ہوگئے ۔ راستہ میں کار میں بیٹھے بیٹھے اس ریڈیو سے یہ اعلان سن کر بڑا لطف آیا کہ ’’سامعین :امام مسجد لندن کا لائیو انٹرویو کچھ دیر کے بعد سنا جاسکتا ہے۔‘‘ بارش جاری تھی اور ٹریفک بھاری تھی لیکن بفضلہٖ تعالیٰ ہم بروقت ریڈیو اسٹیشن پہنچ گئے جہاں پروگرام کے میزبان Justin Leigh صاحب نے محترم امام صاحب سے پینتالیس منٹ کا لائیو انٹرویو کیا۔دوران انٹرویو لوگوں نے فون پر بھی اسلام سے متعلق مختلف سوالات کئے جن کے امام صاحب نے انتہائی تسلی بخش جوابات دیئے ۔اختتام پر جماعت کی جانب سے فیتھ پروگرام کی پروڈیوسر Jo Irving صاحبہ کو قرآن کریم اور اسلامی اصول کی فلاسفی پیش کی گئی۔ پروگرام کے بعد انٹرویو کے اس حصہ کو کہ ’’مذہب میں جبر کی اجازت نہیں‘‘ بعد کے تمام خبرناموں میں دہرایا گیا تاکہ اسلام کا یہ پرامن پیغام دوسرے سننے والوں تک بھی پہنچ جائے۔اس ریڈیو کے سامعین کی تعداد ریڈیو کارنوال سے بھی زیادہ ہے۔

الحمد للہ یوکے کے اس پرسکون اور خوبصورت علاقہ کے اس چار روزہ دورہ کے تمام پروگرام بے حد کامیاب رہے۔ ہر پروگرام اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک منفرد پروگرام تھا۔ان کے ذریعہ نہ صرف اسلام اور احمدیت کے بھرپور تعارف کا موقع ملا بلکہ اسلام کی اصل اور خوبصورت تصویر پیش کرنے کے مواقع حاصل ہوئے ۔ان پروگراموں کی وجہ سے مقامی میڈیا میں جماعت کو اور اسلام اور احمدیت کے موقف کو جتنی کوریج ملی ہے، عام حالات میں شائد اس کے لئے کئی سال درکار ہوتے ۔اب تک تین اخباروں ویسٹرن مارننگ نیوز، نیوکی وائس اور نیوکی گارڈین میں اس دورے سے متعلق خبریں اور خطوط شائع ہوچکے ہیں۔الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

اللہ تعالیٰ صدر جماعت ڈیون اینڈ کارنوال مکرم فرید احمد صاحب اور ان کے اہل خانہ کو جزائے خیر دے جنہوں نے اس دورہ کو ہر لحاظ سے کامیاب بنانے کے لئے انتھک کوشش اور محنت کی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء ۔

❁❁❁❁❁❁

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

حضرت اُمِّ ربیعہ

قرنِ اوّل کی ایک باکمال خاتون

حضرت اُمِّ ربیعہ کا شماران باکمال خواتین اسلام میں ہوتا ہے جن کی گود صحیح معنوں میں گہوارۂ علم وعرفان ثابت ہوئی اور جس نے امام ابوعثمان ربیعہ الراعی جیسا بزرگ عالم دین پیدا کیا۔ چنانچہ جناب محمد اسحٰق صاحب درّانی اپنی کتاب ''مثالی خواتین'' میں اُمِّ ربیعہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

''امام ابوعثمان ربیعہ الرائیؒ (المتوفی 136ھ) کی والدہ تھیں۔ ان کی شادی مدینہ منورہ کے رہنے والے ایک جوان صالح ابوعبدالرحمٰن فروخ سے ہوئی جو قبیلہ بنی تمیم بن جرہ کے غلام تھے۔ امام ربیعہؒ ابھی شکم مادر میں تھے کہ ان کے والد ابوعبدالرحمٰن فروخ کو خراسان کی مہم پر جانا پڑا۔ گھر سے چلتے وقت انہوں نے اپنی اہلیہ کو تیس ہزار اشرفیاں دیں اور کہا کہ یہی میری کل پونجی ہے انہیں احتیاط سے رکھنا۔ میرا ارادہ ہے کہ اللہ مجھے میدان جہاد سے زندہ سلامت واپس لائے تو اس رقم سے تجارت کروں، ہاں میری غیر حاضری میں تمہیں کوئی ضرورت پیش آئے تو تم اس رقم میں سے جتنی چاہو خرچ کرسکتی ہو اور میرے جانے کے بعد اللہ تمہیں لڑکا یا لڑکی دے تو اس کی پرورش عمدہ طریقے سے کرنا۔ یہ کہہ کر انہوں نے بیوی کو خدا حافظ کہا اور دمشق جا کر اسلامی لشکر میں شامل ہوگئے۔

اس زمانہ میں اسلامی فتوحات کا سلسلہ مسلسل جاری تھا۔ ایک مہم کے بعد دوسری، دوسری کے بعد تیسری اور تیسری کے بعد چوتھی یہاں تک کہ فروخ کو ان مہموں میں حصہ لیتے لیتے پورے ستائیس برس گزر گئے لیکن جہاد میں مصروفیت نے انہیں گھر نہ لوٹنے دیا اور نہ گھر سے ان کا کوئی رابطہ ہی قائم ہوسکا۔ ادھر ان کے گھر سے نکلنے کے چار پانچ ماہ بعد اللہ نے ان کی بیوی کو فرزند عطا کیا جس کا نام انہوں نے ربیعہ رکھا۔ وہ بڑی دانشمند اور دور اندیش خاتون تھیں۔ گو شوہر کی جدائی نے ان کی زندگی بے کیف کردی تھی لیکن انہوں نے بچے کی پرورش نہایت عمدہ طریقہ سے کی۔ جب ربیعہ سنِ شعور کو پہنچے تو والدہ نے ان کی تعلیم و تربیت کا اعلیٰ انتظام کیا یہاں تک کہ اپنے شوہر کی چھوڑی ہوئی تمام اشرفیاں سب کی سب ربیعہ کی تعلیم پر خرچ کردیں۔

ربیعہ بھی بے حد ذہین اور محنتی تھے۔ انہوں نے بہت چھوٹی عمر میں قرآن پاک حفظ کرلیا اور پھر چند سال کے اندر اندر قرآن، حدیث، فقہ، ادب اور دوسرے تمام علوم پر ایسا عبور حاصل کرلیا کہ ان کے علمی کمالات کی سارے عرب میں دھوم مچ گئی اور بیس بائیس برس کی عمر میں اپنے وقت کے امام تسلیم کئے گئے۔ لوگ اب نوجوان ربیعہ کو ''امام ربیعہ الرائی'' کہتے تھے۔ امام ربیعہ کا یہ معمول تھا کہ روزانہ مسجد نبوی میں بیٹھ کر لوگوں کو باقاعدگی سے درس دیتے تھے۔ اور طلبہ دور دور سے آ کر ان کے حلقۂ درس میں شامل ہوتے تھے۔ ان طلبہ میں سے کئی بعد میں خود اپنے وقت کے امام بنے۔ امام مالکؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام اوزاعیؒ اور کئی دوسرے مشاہیر وقت امام ربیعہؒ ہی کے شاگرد تھے۔

ستائیس برس کے بعد فروخ کو جہاد سے فرصت ملی تو انہوں نے سیدھا وطن کا رخ کیا۔ کئی دن کے سفر کے بعد وہ مدینے میں اس شان سے داخل ہوئے کہ گھوڑے پر سوار تھے۔ تلوار کمر سے بندھی ہوئی تھی اور ایک لمبا نیزہ ہاتھ میں تھا۔ انہوں نے اپنے گھر کے دروازے پر پہنچ کر نیزے کی اَنی سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ امام ربیعہؒ دروازہ کھول کر باہر نکلے۔ باپ بیٹا ایک دوسرے سے ناواقف تھے۔ فروخ بے تکلفی سے اندر جانے لگے تو امام ربیعہؒ نے انہیں ٹوکا۔

''اے شخص تو میرے مکان میں بلا اجازت کیوں داخل ہورہا ہے؟''۔

فروخ نے برہم ہوکر کہا۔ ''او دشمن خدا یہ میرا گھر ہے۔ تُو اس میں کیوں گھسا ہوا ہے؟''۔

امام ربیعہؒ نے بھی بڑا تلخ جواب دیا۔ اس طرح بات بڑھ گئی اور دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ شوروغل سن کر ہمسائے جمع ہوگئے۔ ربیعہ فروخ سے کہہ رہے تھے کہ خدا کی قسم مَیں تجھے حاکم وقت کے پاس لے جائے بغیر نہ چھوڑوں گا۔ اور فروخ کی زبان پر بھی اسی قسم کے الفاظ تھے۔ کسی نے امام مالکؒ کو بھی اس جھگڑے کی خبر دے دی۔ وہ اپنے استاد کا معاملہ سمجھ کر فوراً وہاں آگئے اور بڑے نرم لہجے میں فروخ سے مخاطب ہوکر کہا:

''میاں آپ زبردستی غیر کے مکان میں کیوں گھسنا چاہتے ہیں؟ آپ کسی دوسری جگہ کیوں نہیں ٹھہر جاتے؟''۔

اس وقت فروخ نے اپنا تعارف کروایا اور کہا کہ میرا نام عبدالرحمٰن فروخ ہے اور یہ میرا اپنا گھر ہے۔ ستائیس برس کے بعد میدان جہاد سے واپس آیا ہوں تو آپ میں سے کوئی مجھے پہچانتا ہی نہیں۔

فروخ کی آواز سن کر ان کی بیوی نے کواڑوں کے پیچھے سے جھانکا تو فوراً شوہر کو پہچان گئی۔ امام ربیعہ اور فروخ دونوں کو اندر بلا بھیجا اور امام ربیعہ کو بتایا کہ یہ تمہارے والد ہیں۔ ساتھ ہی فروخ سے کہا کہ یہ نوجوان آپ کا فرزند ہے جو آپ کے جانے کے چند ماہ بعد پیدا ہوا تھا۔ اب دونوں باپ بیٹا گلے مل کر خوب روئے۔

کھانا کھانے اور آرام کرنے کے بعد فروخ نے بیوی سے اپنی بچائی ہوئی رقم (تیس ہزار اشرفیوں) کے بارہ میں پوچھا۔ بیوی نے کہا آپ اطمینان رکھئے ساری رقم محفوظ ہے۔ اتنے میں نماز کا وقت ہوگیا۔ امام ربیعہ اذان سنتے ہی مسجد نبوی چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد بیوی نے شوہر سے کہا کہ آپ بھی مسجد نبوی میں جا کر نماز پڑھ آیئے۔ (مسجد میں نماز کے بعد انہوں نے دیکھا کہ لوگوں کے درمیان ایک صاحب بڑی شان اور وقار کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ تمام لوگ بڑے ادب اور احترام سے سر جھکائے ہوئے ہیں اور وہ صاحب ان کے سامنے درس دے رہے ہیں۔ یہ درس دینے والے صاحب امام ربیعہ تھے۔ چونکہ انہوں نے سر پر اونچی ٹوپی پہن رکھی تھی اس لئے فروخ انہیں دور سے پہچان نہ سکے۔ کسی سے پوچھا یہ بزرگ کون ہیں۔ اس نے حیران ہوکر کہا: ''آپ ان کو نہیں پہچانتے یہ امام ربیعہ الرائی ہیں''۔

فروخ کو یہ سن کر اس قدر مسرت ہوئی کہ ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو چھلک پڑے اور بے اختیار ان کے منہ سے نکلا ''اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے میرے بیٹے کا درجہ اتنا بلند کیا''۔

خوشی خوشی گھر آئے اور بیوی کو بتایا کہ آج مَیں نے اپنے بیٹے کی جو عزت اور شان دیکھی اس سے پہلے کسی بڑے سے بڑے آدمی کی نہیں دیکھی تھی۔

بیوی نے کہا: ''آپ کو بیٹے کی یہ عظمت و شان پسند ہے یا تیس ہزار اشرفیاں؟''۔ فروخ نے جواب دیا ''خدا کی قسم تین ہزار اشرفیاں اس مرتبے اور شان کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتیں''۔

بیوی نے کہا ''تو پھر سن لیں کہ مَیں نے یہ تمام رقم اس کی تعلیم پر خرچ کردی''۔

فروخ نے بے ساختہ جواب دیا ''خدا کی قسم ان اشرفیوں کا اس سے بہتر استعمال اور کوئی نہیں ہوسکتا تھا۔ تم نے بہت خوب کیا کہ ان اشرفیوں کو ٹھکانے لگا کر میرے بیٹے کو ایک ایسے خزانے کا مالک بنا دیا جس کو کبھی زوال نہیں''۔

امام ربیعہ الرائی کا شمار ائمہ تابعین میں ہوتا ہے۔ علم وفضل کے اعتبار سے ان کا مقام اتنا بلند تھا کہ نہ صرف اس دور کے سرآمد روزگار علماء وفقہاء بلکہ فرمانروایان وقت بھی ان کے سامنے سر عقیدت جھکاتے تھے۔ اور یہ مرتبہ ان کو اپنی دور اندیش اور علم دوست ماں کی بدولت حاصل ہوا جنہوں نے اپنے بچے کی اعلیٰ تربیت کے لئے مال و دولت کی کچھ پروا نہ کی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کی پہلی منزل ماں کی گود ہے اور ماں ہی بچوں کی زندگی کی معمار ہے۔ اگر مائیں اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر پوری توجہ دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ بڑے ہوکر قوم اور وطن کے قابل فخر سپوت نہ بنیں''۔

(تابعین۔ غلامان اسلام بحوالہ مثالی خواتین صفحہ 152تا 156۔ناشر ادارہ تالیفات اشرفیہ۔ملتان)

الفضل انٹرنیشنل کے شماروں کی حفاظت کریں

یہ اخبار دنیاوی آلائشوں سے بالاتر دینی اور دنیوی علوم کا خزانہ ہے۔ قومی امنگوں اور ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ الفضل میں آیات قرآنی، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودہ ملفوظات اور تحریرات کے علاوہ ڈھیروں مقدس حوالہ جات بھی شامل ہوتے ہیں جن کا مطالعہ کرنا، ان کو دوسروں تک پہنچانا، ان پر عمل کرنا اور ان کے ذریعے بچوں کی تعلیم و تربیت کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ ان تمام مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے الفضل کے پرچوں کی حفاظت اور ان کو ترتیب سے ریکارڈ میں رکھنا ہماری اولین ذمہ داری ہے۔

احباب جماعت کی دینی تعلیم و تربیت پر مشتمل یہ مواد احترام کا تقاضا کرتا ہے۔ اس کو ردّی میں دوسرے اخبارات کے ساتھ فروخت کرنا اس کے احترام کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔ اگر سنبھالنا ممکن نہ ہو تو احتیاط کے ساتھ اس کو تلف کریں کہ ان مقدس تحریرات کی بے حرمتی نہ ہو اور کسی الزام کا پیش خیمہ نہ بنے۔ امید ہے احباب جماعت اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں گے اور اس سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے اس کے ادب و احترام کو بھی ملحوظ خاطر رکھیں گے۔

(مینیجر)

دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کا نیا فون نمبر

احباب کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن سے رابطہ کے لئے درج ذیل فون/فیکس نمبر استعمال کریں۔

Telephone Number: **020 8875 4321**

Fax Number: 020 8870 5234

تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 9/اکتوبر 2007ء کو خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان فرما دیا ہے۔ تمام امراء کرام، مبلغین انچارج اور صدران جماعت سے درخواست ہے کہ نئے سال کے وعدہ جات لے کر اسم وار فہرستیں مرکز کو بھجوادیں۔ کوشش کریں کہ کوئی فرد جماعت ایسا نہ رہے جو اس بابرکت الٰہی تحریک میں شمولیت سے محروم رہ جائے۔

جَزَاکُمُ اللّٰہ اَحْسَنَ الْجَزَآء۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرِانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-
http://www.alislam.org/alfazal/d/

معجزانہ الٰہی حفاظت کے نظارے

ماہنامہ ''تشحیذ الاذہان'' جون 2006ء میں معجزانہ الٰہی حفاظت کے ایسے واقعات (مرسلہ: انصر حسین صاحب) شائع کئے گئے ہیں جو مکرم مولوی محمد صدیق صاحب گورداسپوری نے بیان کئے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ:

☆ دسمبر 1958ء میں منرو ویا (لائبیریا) میں قیام کے دوران میرے اہل وعیال بھی میرے ساتھ تھے۔ احمدیہ مرکز لکڑی کی ایک وسیع دومنزلہ عمارت کے اوپر کے حصہ میں تھا۔ ایک رات بچے اپنے کمرہ میں رات گئے تک استری کرتے رہے۔ بڑا لڑکا بعمر 14 سال الیکٹرک آئرن کا سوئچ آن کر کے قریب ہی فرش پر ایسا لیٹا کہ آنکھ لگ گئی اور شاید اس کے پاؤں کی ٹھوکر سے استری بھی فرش پر گرگئی جس سے پہلے فرش پر دری کا متعلقہ حصہ جلا اور پھر فرش کا موٹا تختہ جلتا رہا۔ حتیٰ کہ آگ نیچے کے شہتیر تک پہنچ گئی۔ اس کمرہ کے نیچے آتش بازی کی خاصی بڑی دکان تھی۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے ایسا خاص فضل ورحم فرمایا کہ آگ سلگتی تو رہی مگر نہ روشن ہوئی اور نہ اِدھر اُدھر پھیلی۔ ظاہر ہے کہ نچلی دکان کو آگ لگنے کی صورت میں ساری عمارت کے جلنے کے علاوہ عمارت میں مقیم بیس پچیس افراد کا بچنا بھی مشکل تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے کمال رحم و کرم سے ایک طرف آگ کو چھت کے نچلے حصے تک جانے سے روکے رکھا اور دوسری طرف رات ڈیڑھ بجے مجھے اچانک جگا کر یہ احساس دلایا کہ کہیں کوئی چیز جل رہی ہے۔ خاکسار جلدی سے مختلف کمرے دیکھتا ہوا اُس کمرہ میں پہنچا تو دیکھا کہ استری کے چاروں طرف آگ کی سرخی نظر آرہی ہے اور کچھ دھواں بھی نکل رہا ہے اور لڑکا پاس ہی گہری نیند سو رہا ہے۔ میں نے سوئچ کو آف کر کے جب چھت کے اندر دھنسی ہوئی استری کو سیدھا کیا تو دیکھا کہ اس کا نچلا حصہ سرخ ہے اور جہاں پر وہ گری ہوئی تھی وہاں اسی سائز کا ڈیڑھ انچ گہرا گڑھا پڑ گیا ہے جس میں ہر طرف آگ سلگ رہی ہے۔ میں نے نہایت احتیاط سے وہ آگ ختم کی۔ پھر بچوں اور بیوی کو جگا کر سارا ماجرا سنایا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے جماعتی وقار و حفاظت کی خاطر ہم عاجز بندوں کی پردہ پوشی فرمائی ہے اور جماعت کو اتنے بڑے نقصان سے اور شماتتِ اعداء سے محفوظ رکھا ہے۔

☆ اپریل 1940ء کے آخر میں حضرت مولانا نذیر احمد علیؓ اور خاکسار سیرالیون کے شہر بو سے بارہ میل کے فاصلہ پر قصبہ DAMBARA میں تبلیغ کے لئے گئے۔ اس قصبہ کا ناخواندہ پیراماؤنٹ چیف محض اس لئے عیسائی تھا کہ اس کے لڑکے عیسائی سکولوں میں پڑھے تھے اور ڈانمبارا میں کیتھولک عیسائی چرچ کی سرپرستی کر رہے تھے ورنہ درحقیقت اس کے آباؤ اجداد مسلمان تھے۔ عیسائیت کے زور اور ظاہری دبدبہ کی وجہ سے وہاں کی مسجد بھی غیرآباد پڑی تھی۔ مسلمانوں کے پندرہ بیس گھر تھے لیکن وہ عیسائیوں سے اتنے مرعوب تھے کہ نمازیں بھی اپنے گھروں میں چھپ کر ادا کرتے تھے۔ ہم نے ایک ہفتہ وہاں ٹھہر کر چیف کی عدالت میں چار پانچ مرتبہ اسلام کی صداقت پر پبلک لیکچر دیئے جن میں پیراماؤنٹ چیف خود بھی شامل ہوتا رہا۔ عیسائی پادری صاحب سے پہلے روز ہماری پبلک گفتگو ایسی کامیاب رہی کہ اس کے بعد جب تک ہم وہاں رہے وہ شرم کے مارے گھر سے باہر نہ نکل سکے۔

ہم نے پیراماؤنٹ چیف کی اجازت سے اس کے مکان کے صحن میں باجماعت نمازیں بھی ادا کرنی شروع کردیں جن میں مسلمانوں اور مشرکوں کے علاوہ کبھی کبھی چیف خود بھی ہمارے ساتھ شریک ہوجاتا۔ اس دوران ایک روز حضرت مولانا علی صاحبؓ نے قصبہ کے مسلمانوں کی میٹنگ بلائی اور انہیں حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کی اطلاع کر کے مسجد آباد کرنے کو کہا۔ انہوں نے عذر کیا کہ ہم غریب لوگ ہیں، ہمارا عیسائی چیف اور اس کا خاندان برا منائے گا۔ لیکن مولانا صاحب نے اُنہیں جرأت دلائی اور چیف سے خود بات کرنے کے علاوہ احمدیہ مرکز کی طرف سے ہمیشہ ان کی مدد اور سرپرستی کرنے کی پیشکش بھی کی۔ چنانچہ وہاں آخری دو روز ہم نے غریب مسلمانوں کے ساتھ قصبہ کی اسی ٹوٹی پھوٹی مسجد میں نمازیں ادا کیں اور اس دوران اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان میں سے بیس افراد سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوگئے۔

جب پہلی مرتبہ ہم نے اس مسجد میں نمازِ مغرب ادا کی تو مسجد میں صرف دو نہایت بوسیدہ چٹائیاں تھیں اور گھاس کی چھت بھی جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی تھی۔ فرش بھی کچا اور نہایت گندا تھا۔ چھت نیچی تھی اس لئے تین طرف دروازے ہونے کے باوجود مسجد کے اندر اندھیرا تھا۔ تاہم اس وقت مٹی کے تیل کے ایک دیے کا انتظام کر لیا گیا تھا۔ محراب میں کوئی چٹائی نہ تھی۔ حضرت مولانا صاحبؓ نے اپنا کپڑے کا جائے نماز بچھا کر نماز پڑھائی۔ اتنے میں بارش شروع ہوگئی اور نماز کی دوسری رکعت میں ایک شخص نے دیکھا کہ ایک نہایت ہی زہریلا سانپ مسجد کے دروازہ سے داخل ہوکر دیوار کے ساتھ چٹائیوں کی اوٹ سے رینگتا ہوا محراب میں جو عام فرش سے کچھ اونچا تھا داخل ہوگیا ہے۔ لیکن اس شخص کو دین کا علم اتنا نہیں تھا کہ ایسے وقت میں نماز کو توڑ کر سانپ کو مارنا ضروری ہوتا ہے اور نہ اسے اس کی جرأت ہوئی۔ وہ نماز ختم ہونے تک خاموش رہا۔ اتنے میں سانپ دیوار کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا صاحبؓ کے جائے نماز کے نیچے چھپ گیا۔ چونکہ محراب میں اندھیرا تھا اس لئے مولانا صاحب کو یا کسی اَور کو وہ سانپ نظر نہ آیا۔

نماز ختم ہونے پر اسی شخص نے ہمیں بتایا کہ مولانا صاحب کی جائے نماز کے نیچے سانپ چھپا ہے بلکہ ایک دو اور دوستوں نے بھی کہا کہ ہمیں بھی نماز میں ایسا ہی شبہ تھا اس پر مسجد میں بھگدڑ سی مچ گئی اور اکثر لوگ باہر نکل آئے۔ مولانا صاحب بھی محراب چھوڑ کر فوراً پیچھے ہٹ آئے۔ اور اس کے بعد وہ سانپ مار دیا گیا۔ دیکھنے والوں نے بتایا کہ وہ نہایت زہریلا ہونے کے علاوہ ایسا سانپ ہے جو ضرور ڈستا ہے تاہم اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مسیح محمدی کے ایک فدائی مجاہد اور اس کے ساتھیوں کو اس موذی سانپ سے محفوظ رکھا۔ الحمدللہ''۔

اور مسجد تعمیر ہوگئی

ماہنامہ ''تشحیذ الاذہان'' اگست 2006ء میں حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ سبز پگڑی والے کا بیان فرمودہ ایک واقعہ (مرسلہ: مکرم انصر حسین صاحب) شائع ہوا ہے۔ آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ: نگلہ گھنو میں جہاں ہم نماز پڑھتے تھے وہ دُور سے چوپال ہی معلوم ہوتی تھی۔ ایک دن میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر اس کے مینار بن جائیں اور مسجد کے صحن میں کنواں اور غسل خانہ وغیرہ بن جائے تو یہ دُور ہی سے مسجد معلوم ہوگی۔ میں نے اس بارہ میں حضورؓ کی خدمت میں لکھا تو حضورؓ نے جواباً فرمایا کہ بہت جلد خرچ کا اندازہ لگا کر اطلاع دو۔ میں نے حضورؓ کو لکھا کہ میری منشاء یہ ہے کہ حضور صرف دس یا بیس روپے تبرکاً بھیج دیں، باقی جو خرچ آئے گا وہ انہیں لوگوں سے لے کر پورا کیا جائے تا کہ انہیں بعد میں اس کی مرمت اور آبادی کا خیال رہے۔ حضورؓ نے میری تجویز کو مناسب سمجھا اور بیس روپے روانہ فرما دیئے۔ میں نے دس روپے اپنی جیب سے ڈال کر سب سے پہلے مسجد کے صحن میں ایک چھوٹا سا کنواں بنوایا اور پھر گاؤں کے احباب کو جمعہ کی نماز کے بعد اکٹھا کر کے چندہ وصول کیا۔ کسی نے پانچ روپے دیے اور کسی نے یہ کہا کہ ہم اپنی گاڑیوں پر اینٹیں لے آئیں گے اور غریبوں نے کہا کہ ہم مزدوری کریں گے۔ رئیس جان محمد نے کہا کہ میں پچیس روپے اپنے گھر کی طرف سے دونگا۔ میں نے کہا کہ آپ کے گھر سے یک صد روپیہ پورا کرنا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ پھر میں کچھ بھی نہیں دیتا۔ میں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ سے یک صد روپیہ ہی وصول کرونگا ورنہ میں دوسرے دیہات کے احباب سے مسجد کے لئے مانگ لاؤں گا۔ غرضیکہ وہ روپیہ دینے سے انکاری ہوگیا اور قدرے دل سے ناراض بھی۔ مگر میں جانتا تھا کہ یہ امیر آدمی ہے زیادہ پیسے بھی دے سکتا ہے۔ ابھی تین دن ہی گزرے تھے کہ نصف شب کے قریب جان محمد کی اہلیہ آئیں اور دروازے پر دستک دے کر اونچی آواز سے کہنے لگیں کہ جلدی میرے ساتھ گھر چلیں، مظفر کے ابا کا سانس بند ہو رہا ہے۔ میں وضو کر کے اس کے ساتھ گیا۔ دیکھا تو نبض کمزور ہے سانس رکا ہوا ہے غرضیکہ نزع کا سا عالم طاری تھا۔ میں نے کٹورے میں پانی منگوایا۔ اس وقت وہاں گاؤں کے سب لوگ جمع تھے۔ میں نے اس پانی پر دعا پڑھ کر اس پر پھونکا اور دل میں دعا کی کہ مولا کریم! تو عزیز بھی، تو حکیم بھی اور شافی بھی ہے۔ تو اگر اس پانی میں ہی شفا رکھ دے تو تیرا گھر بن جائے گا۔ میں نے چمچ سے پانی اس کے منہ میں ڈالا اور پانی خود بخود راستہ بناتا ہوا حلق سے اتر گیا۔ سانس چلنے لگا۔ میں نے ایک چمچ پانی اور ڈالا وہ بھی جلد ہی حلق سے اُتر گیا۔ پھر تیسرا چمچ ڈالا وہ بھی بلا روک اتر گیا۔ اب سانس درست ہونے لگا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ پھر درود پڑھ کر دعا کی اور وہ بھی اسی چمچ سے پلایا ابھی چھٹا چمچ ہی اس کے منہ میں ڈالا تھا کہ اس نے اپنی بیوی کو میری طرف اشارہ کر کے کہا انہیں سو روپیہ دیدو۔ گاؤں کے سب لوگ اس بات پر حیران ہوگئے کہ خدا تعالیٰ نے صرف پانی سے ہی شفا دیدی۔ اس کی بیوی نے سو روپے گن کر میرے سامنے رکھ دیئے۔ میں نے نمبردار بھجو خان کو کہا کہ اپنے پاس رکھ لو۔ اس نے مسکرا کر روپے اٹھا لئے۔ وہاں کے تمام لوگ خوش بیٹھے تھے اور مریض نے آہستہ آہستہ باتیں کرنا شروع کردیں لیکن یہ کہہ کر کہ ابھی آرام کرو اس کو روک دیا۔ وہ مجھے اپنے پاس سے اٹھنے نہ دیتا تھا۔ میں نے دس روپے مریض کی بیوی اور پانچ روپے اس کی بہو سے بھی وصول کئے اور نمبردار کو دیدیئے۔ فجر کے وقت مسجد میں نمازی آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ سب سن لو بھائی ہمارے مولوی صاحب جو بات کہا کریں مان لیا کرو۔ دیکھ لو اللہ میاں گلے سے پکڑ کر مولوی صاحب کی بات پوری کروا دیتا ہے۔ بہرحال اللہ کے فضل سے ہماری مسجد مکمل ہوگئی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 11؍جولائی 2006ء میں مکرم اے آر بدر صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کے کلام پر تضمین ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

سائے میں فضلوں کے تیرے مَیں ہوا بابرگ و بار
باغ میں تیری محبت کے ملے شیریں ثمار
میرے آنے سے گیا دورِ خزاں آئی بہار
''اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار''
مَیں ازل سے ہوں اسی کا وہ مرا جان جہاں
ہر گھڑی اس کے حصار عافیت میں میری جاں
اے عدو مجھ تک پہنچنے کی تجھے قدرت کہاں
''سر سے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کرکے مجھ پہ وار''

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
30th November 2007 – 6th December 2007

Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 30th November 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:00 MTA Variety: a documentary on the process of cloth making.
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
02:40 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Denmark.
03:15 From Our Kitchen To Yours: a culinary programme teaching how to prepare desserts.
03:55 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 200, recorded on 28th May 1997.
05:00 Mosha'airah: an evening of poetry.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 26th February 2005.
08:10 Le Francais C'est Facile: Lesson no. 98.
08:35 Siraiki Service: a discussion in Siraiki on the life and character of the Holy Prophet (saw).
09:20 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 46 recorded on 4th August 1995.
10:25 Indonesian Service
11:25 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Tilaawat & MTA News
13:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh.
14:30 Dars-e-Hadith
14:40 Bengali Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Bengali speaking guests. Recorded on 23rd November 1999.
15:40 Seerat Sahabah Rasool [R]
16:15 Friday Sermon [R]
17:20 Spotlight: an interview with Ijaz Ahmad Khan, hosted by Mahmud Jawaid Asad.
18:05 Le Francais C'est Facile: lesson no. 98
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif, recorded on 02/11/07.
20:30 MTA International News Review Special
21:05 Friday Sermon [R]
22:20 Canadian Winter Activities: a documentary showing winter activities available in Canada.
22:55 Urdu Mulaqa'at: session 46 [R]

Saturday 1st December 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:05 Le Francais C'est Facile: lesson no. 98
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
02:35 Spotlight: an interview with Ijaz Ahmad Khan, hosted by Mahmud Jawaid Asad.
03:35 Friday Sermon: recorded on 30/11/07.
04:55 Urdu Mulaqa'at: session 46
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) with Huzoor. Recorded on 29th August 2007.
08:30 Friday Sermon: rec. 30/11/07 [R]
09:35 Qur'an Quiz
09:55 Indonesian Service
10:55 French Service
12:00 Tilaawat & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Intikhab-e-Sukhan
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]
16:20 Moshaairah: an evening of poetry
17:10 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 13/04/1984.
18:10 Qur'an Quiz [R]
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif. recorded on 03/11/07.
20:35 International Jama'at News
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]
22:25 Seerat Sahabah Rasool (saw) [R]
23:00 Friday Sermon: rec. 30/11/07 [R]

Sunday 2nd December 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:10 Qur'an Quiz
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
02:35 Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maood (as)
03:20 Tahir Heart Insitute
03:40 Friday Sermon: rec. 30th November 2007.
04:40 Moshaairah: an evening of poetry
05:30 Australian documentary: Fraser Island.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) with Huzoor, recorded on 29th August 2007.
08:20 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's trip to Alhambra, Spain.
09:25 MTA Variety: programme documenting Huzoor's visit to Toronto, Canada.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 14th September 2007.
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadi Muslim Community.
14:00 Friday Sermon: Rec. 30th November 2007.
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khudddam) [R]
16:20 Spanish Service [R]
17:35 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 14th January 1996. Part 1.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:30 MTA International News Review
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) [R]
22:20 Spanish Service [R]
23:25 Learning Arabic: Lesson no. 29

Monday 3rd December 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:00 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
02:10 Friday Sermon: rec. 30th November 2007.
03:10 MTA Variety: a programme documenting Huzoor's visit to Toronto, Canada.
03:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 14th Janaury 1996. Part 1.
04:30 Learning Arabic: Lesson no. 29
05:05 Ilmi Khitabaat: an Urdu speech about the memories of Hadhrat Musleh Maud (as), delivered by Hadhrat Chaudhry Muhammad Zafarullah on Jalsa Salana Rabwah 1973.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Guslshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor. Recorded on 19th December 2004.
08:00 Le Francais C'est Facile: lesson no. 77
08:25 Medical Matters: a series of health programme
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 16, Recorded on 23/12/1997.
10:00 Indonesian Service
10:50 Ghazwat-e-Nabi (saw)
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon: rec. 07/09/2007.
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:15 Jalsa Salana Qadian 2006
17:00 Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:00 Medical Matters: health programme
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:00 Friday Sermon [R]
23:00 Ghazwat-e-Nabi (saw)

Tuesday 4th December 2007

00:10 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:10 Le Francais C'est Facile: lesson no. 77
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
02:40 Friday Sermon: rec. 7th September 2007.
03:45 Rencontre Avec Les Francophones
04:45 Medical Matters
05:15 Jalsa Salana Qadian 2006
06:00 Tilaawat, Dars & MTA News
07:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor recorded on 7th December 2003.
08:20 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 14th January 1996. Part 2.
09:15 Spectrum: a programme on the topic of the launch of an inquiry titled 'Rabwah: a place for martyrs' held at the House of Commons.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service
12:15 Tilaawat, Dars & MTA News
13:15 Bangla Schomprochar
14:20 Jalsa Salana Germany 2007: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 2nd September 2007.
15:20 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
16:30 Question and Answer session [R]
17:35 Spectrum [R]
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:05 Jalsa Salana Germany 2007 [R]
23:30 MTA Travel: a visit to Islamabad, the capital of Pakistan.

Wednesday 5th December 2007

00:00 Tilaawat, Dars & MTA News
01:20 Learning Arabic: lesson no. 1
01:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
02:45 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 14th January 1996. Part 2.
04:05 Jalsa Salana Germany 2007: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 2nd September 2007 from Hadeeqa-tul Mahdi.
05:20 Spectrum: programme about the launch of a report titled 'Rabwah: a place for martyrs' held at the House of Commons.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:05 Children's Class with Huzoor, recorded on 26th May 2007.
08:10 Seerat Hadhrat Masih Maud (as)
08:50 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd March 1996.
09:50 Indonesian Service
10:45 Swahili Muzakarah
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
12:55 Bangla Shomprochar
14:00 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 15th February 1985.
15:10 Jalsa Salana Speeches: speech delivered by Abdul Awal Khan about the progress and services of Jamaat Ahmadiyya in Bangladesh. Recorded on 28th July 2007.
15:55 Children's Class [R]
17:15 Australian Documentary: Oil painting
17:30 Question and Answer session [R]
18:30 Arabic Service
19:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
20:30 MTA International Jamaat News
21:10 Children's Class [R]
22:10 Jalsa Salana Speeches [R]
22:50 From the Archives [R]

Thursday 6th December 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:10 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
02:15 Ahmadiyyat and Science: discussion programme hosted by Dr Ahmad Imran and Dr Masood-ul-Hasan Noori.
02:45 Hamaari Kaa'enaat
03:10 Australian documentary: Oil painting
03:35 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 15th February 1985.
04:50 Kasauti: a quiz programme.
05:20 Jalsa Salana Speeches
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:10 Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor, recorded on 26th March 2005.
08:15 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Recorded on 19th March 1994.
09:05 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Denmark.
09:25 Seminar
10:20 Indonesian Service
11:20 Al Maaidah: a programme teaching how to prepare Chilli Chicken.
11:40 Pushto Muzakarah
12:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:00 Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon, delivered on 30th November 2007.
14:10 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th July 1997.
15:25 Huzoor's Tours [R]
15:45 Seminar
16:15 English Mulaqa'at [R]
17:35 Moshaairah
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme, hosted by Muhammad Sharif.
20:30 MTA News Review
21:00 Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:05 Seminar [R]
23:00 Bustan-e-Waqfe Nau [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT

Al Fazl International Weekly, London
22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 14 Friday 23 November, 2007 Issue No. 47

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

خلافت راشدہ کا اسلوب حکمرانی واپس لانے کی مدّعی پارٹیوں کے کرتوت

پاکستان کے معروف کالم نویس جناب عرفانی صدیقی کی فکرانگیز تحریر ؎

ارے نہ آئیو دنیائے دوں کے دھوکے میں
سراب ہے یہ جسے موجِ آب سمجھے ہیں

"متحدہ مجلس عمل کا پانچ سالہ سیاسی سفر تمام ہو چکا۔ پاکستان کی جمہوری تاریخ میں دینی جماعتوں یا علماء کرام کے کسی صوبے میں برسراقتدار آنے کا یہ پہلا موقع تھا۔ یہ پانچ سالہ عہد اب قوم کے سامنے ہے لوگوں کو عدالتیں لگانے، وکیل بلوانے اور دلائل سننے کی حاجت نہیں ہوتی۔ وہ کبھی غلط فیصلہ نہیں کیا کرتے۔ اگر عوام مطمئن ہیں کہ پانچ سال قبل ہاتھوں میں قرآن پاک لے کر طالبان کی خونی قبائیں لہرانے، شہدائے افغانستان کے نوحے پڑھنے، اسلامی نظام کے نفاذ کا عہد کرنے، ایل ایف او کے نعرے لگانے، صدارتی ریفرنڈم کو صلواتیں سنانے، مشرف کے آمرانہ بندوبست کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکنے اور خلافت راشدہ کا اسلوب حکمرانی واپس لانے کا عہدو پیمان کرنے والی ایم ایم اے نے اپنے سارے وعدے سچ کر دکھائے ہیں تو ایک بار پھر اس کے بکسے بھر جائیں گے۔ اور اگر خلق خدا اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ ایم ایم اے بھی عام جماعتوں ہی کی طرح اصولوں اور نظریات سے عاری ہو کر حرص و مفادات کی چراگاہوں میں منہ مارتی رہی ہے تو وہ آنے والے انتخابات میں اپنے اس تاثر کا عملی اظہار بھی ضرور کریں گے"۔

"پانچ سال بعد خود ایم ایم اے پر بھی لازم آتا ہے کہ وہ اپنی فرد عمل کا جائزہ لے۔ قوم کو بتائے کہ علمائے کرام کی حکمرانی کس طرح دوسرے صوبوں سے مختلف تھی؟ کیا صوبہ سرحد میں امن و امان کی صورتحال مثالی تھی؟ کیا وہاں لوگوں کو سستا، فوری اور بے لاگ انصاف ملتا رہا؟ کیا وہاں غربت و پسماندگی کا ازالہ کر دیا گیا؟ کیا وہاں جرائم ختم ہو گئے؟ کیا وہاں صاحبان اختیار و اقتدار نے وی آئی پی کلچر ختم کر دیا؟ کیا وہاں وزراء کے لئے نئی نویلی گاڑیوں کی خرید ختم کر دی گئی؟ کیا وہاں وزیر اعلیٰ کا طیارہ ناروا طور پر استعمال نہیں ہوا؟ کیا وہاں اقربا پروری کے واقعات نہیں ملتے؟ کیا وہاں کرپشن کی کہانیاں عام نہیں ہوئیں؟ کیا وہاں سرکاری خزانے سے گلچھرے نہیں اڑائے گئے؟ کیا وہاں قبضہ گروپ پیدا نہ ہوئے؟ کیا وہاں ووٹوں کی خرید و فروخت نہیں ہوئی؟ کیا وہاں خلفائے راشدین کے عہد کی کوئی ایک بھی جھلک دکھائی دیتی ہے؟ گاڑیوں سے ٹیپ ریکارڈر اتارنے اور سائن بورڈوں پر سیاہیاں تھوپنے کے سوا ایسا کونسا کارِ عظیم ہے جسے وہ پنجاب، سندھ اور بلوچستان کے مقابلے میں اپنی امتیازی شان کے طور پر پیش کر سکے؟

ایم ایم اے کی کارکردگی پر نظر رکھنے والے ایک معتبر حلقے کو یہ سوال پریشان کئے دے رہا ہے کہ سید ابوالاعلیٰ مودودی کی میراث کب تک تماشا بنی رہے؟ برس ہا برس سے کامل استقامت کے ساتھ دین کی سربلندی کی مخلصانہ جدوجہد کرنے والے پختہ کار لوگ کب تک مفاداتی سیاست کے مہرے بنے رہیں گے۔ مثبت تبدیلی کی آرزو رکھنے والے پُرعزم، وفاکیش اور سخت جاں کارکن کب تک منڈی میں جنس بے مایہ بنے رہیں گے؟ محترم قاضی صاحب نے 6/ اکتوبر کی لرزہ خیز واردات کا تازہ زخم کھانے کے بعد ایک بار پھر اعلان کیا کہ "ایم ایم اے برقرار رہے گی اور اگلا الیکشن اسی پلیٹ فارم سے لڑا جائے گا"۔ ایک ٹی وی پروگرام میں ڈاکٹر شاہد مسعود نے جماعت اسلامی کے سیکرٹری جنرل سے سوال کیا "جماعت اسلامی ایم ایم اے سے کب الگ ہو رہی ہے؟" منور حسن نے غالب کا طرحدار مصرع پڑھا "ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے"۔ کون ہے جو ایم ایم اے کی شکست و ریخت چاہتا ہے؟ کیا ایم ایم اے کے اندر جو لاوا پک رہا ہے ایک دوسرے پر الزامات کے جو زہریلے تیر برسائے جا رہے ہیں، ایک دوسرے کی نیت پر جو برہنہ حملے ہو رہے ہیں، گزشتہ بلدیاتی انتخابات میں جس طرح جوتیوں میں دال بٹتی رہی، 16/ اکتوبر کو جو شرمناک کھیل کھیلا گیا، کیا یہ سب کچھ ہزاروں خواہشوں والوں نے کیا؟ کیا قاضی صاحب جیسی محترم شخصیت کو "گورباچوف" کا لقب کسی بدخواہ قبیلے نے دیا؟ کیا مولانا فضل الرحمٰن کے بارہ میں پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں بیٹھ کر پنجاب اسمبلی کے سیکرٹری اور ایجنسیوں کے اہلکاروں سے مل کر 29/ ستمبر کے بجائے 2/ اکتوبر کو استعفے دینے کی سازش تیار کرنے کا الزام "ہزاروں خواہشوں والے" لگا رہے ہیں؟ کیا ایک نیک نفس انسان، بخت جہاں خان پر کروڑوں روپے وصول کرنے کا الزام باہر والوں نے لگایا؟ کیا اکرم درانی پر وسیع کرپشن کی تہمت باہر کے سازشی عناصر نے لگائی؟ کیا سینٹ کے انتخابات میں ایم ایم اے کی دونوں بڑی جماعتوں کے بعض ارکان کی خود فروشی میں "ہزاروں خواہشوں والے" ملوث تھے؟ کیا بار بار استعفے دینے کا اعلان کر کے بار با منحرف ہو جانے کا سکرپٹ ایم ایم اے کے دشمنوں نے لکھا تھا؟ کیا آئین میں سترھویں ترمیم کا سرطان بونے، قاضی صاحب کے معافی مانگنے اور مولانا فضل الرحمٰن کا معافی سے انکار کرنے کا ڈرامہ کسی دشمن دیں کی تخلیق تھا؟

سرحد اسمبلی کے معاملے نے تو پوری قوم کو ہلا کے رکھ دیا ہے۔ قاضی صاحب کہتے ہیں "ابھی تک کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ مولانا فضل الرحمٰن نے 29/ ستمبر کی بجائے 2/ اکتوبر کو استعفے دینے پر اصرار کیوں کیا تھا؟ اور اہل وطن کو یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ قاضی صاحب جیسا زیرک شخص سترھویں ترمیم سے 6/ اکتوبر تک کی وارداتوں پر مشتمل کھلی کتاب پڑھنے سے کیوں قاصر ہے؟ ابھی ابھی میری صوبہ سرحد کے سابق سپیکر بخت جہاں خان سے بات ہوئی۔ انہوں نے ایک عمدہ تجویز دی "ہم اسلام کا نعرہ لگا کر اقتدار میں آئے تھے۔ آج ہم پر واجب ہے کہ اپنا حساب قوم کے سامنے پیش کریں۔ ایم ایم اے کو قوم کے نمائندہ، دیانتدار اور باکردار لوگوں کا ایک کمیشن قائم کرنا چاہیئے جو ہم سب کے اثاثوں کی جانچ پڑتال کرے۔ یہ احتساب مجھ سے شروع کیا جائے"۔ بخت جہاں خان کا مطالبہ بہت واضح اشارے دے رہا ہے۔

جماعت اسلامی اپنی اصل کے اعتبار سے کوئی دینی جماعت ہے نہ سیاسی۔ سید مودودی نے اسے ایک تحریک کے طور پر بنایا اور اٹھایا۔ اسے محدود اہداف رکھنے والی دینی جماعتوں سے نتھی کر دینا اس کے عظیم مرتبہ و مقام کے منافی ہے۔ ایم ایم اے کے پانچ سالہ عہد اقتدار نے اسے قوی بنانے کی بجائے کمزور کیا ہے۔ وہ ثمرات میں اتنی شریک نہ تھی جتنی الزامات میں ہے۔ یہ بات شاید تلخ یا کڑوی لگے لیکن عملاً اس نے اپنے آپ کو جمعیت العلمائے اسلام کی ایک ذیلی تنظیم بنا لیا ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن کی حاوی شخصیت نے اپنے تمام فیصلے منوائے اور کسی اہم معاملے پر جماعت کی ایک نہ چلنے دی۔ سرحد اسمبلی کا سرکس اس کا آخری شاہکار تھا"۔

(اخبار "نوائے وقت" 14/ اکتوبر 2007ء صفحہ 3)

❁❁❁❁❁❁❁

مودودی صاحب اور تعلق باللہ کا پیمانہ

بانی جماعت اسلامی نے شروع ہی میں نہایت فخریہ انداز میں فرمایا تھا کہ ہماری تحریک رؤیا، کشوف اور الہامات سے بالکل پاک و صفا اور مبرّا ہے۔ اس بنیادی خصوصیت کی روشنی میں مودودی صاحب کے خطاب کراچی (13/ نومبر 1951ء) کا حسب ذیل اقتباس اسلام کے زندہ خدا سے بے تعلقی کا واضح ثبوت ہے جو انہیں مغرب کے دہریہ فلاسفروں سپینسر، ہیگل اور کانٹ کی صف میں کھڑا کر دیتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ مودودی صاحب نے اسلام کے نام پر دہریت پھیلائی اور فلاسفروں نے "سائنس" کے نام پر۔ جناب مودودی صاحب نے بالواسطہ طور پر چودہ صدیوں کے صاحب الہام و کشف بزرگان کا مذاق اڑاتے ہوئے فرمایا:

"اس کے بعد یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ ہم کیونکر یہ معلوم کریں کہ اللہ کے ساتھ ہمارا تعلق کتنا ہے؟ اور ہمیں کیسے پتہ چلے کہ وہ بڑھ رہا ہے یا گھٹ رہا ہے؟ مَیں کہتا ہوں کہ اسے معلوم کرنے کے لئے آپ کو خواب کی بشارتوں اور کشف و کرامت کے ظہور اور اندھیری کوٹھڑی میں انوار کے مشاہدے کا انتظار کرنے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ اس تعلق کو ناپنے کا پیمانہ تو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے قلب میں ہی رکھ دیا ہے۔ آپ بیداری کی حالت میں اور دن کی روشنی میں ہر وقت اس کو ناپ کر دیکھ سکتے ہیں۔ اپنی زندگی کا، اپنے اوقات کا، اپنی مساعی کا اور اپنے جذبات کا جائزہ لیجئے۔ اپنا حساب آپ لے کر دیکھئے کہ ایمان لا کر اللہ سے بیع کا جو معاہدہ آپ کر چکے ہیں، اسے آپ کہاں تک نباہ رہے ہیں؟ اللہ کی امانتوں میں آپ کا تصرف ایک امین ہی کا سا تصرف ہے یا کچھ خیانت بھی پائی جاتی ہے؟ آپ کے اوقات اور محنتوں اور قابلیتوں اور اموال کا کتنا حصہ خدا کے کام میں جا رہا ہے اور کتنا دوسرے کاموں میں؟ آپ کے مفاد اور جذبات پر چوٹ پڑے تو آپ کے غصّے اور بے کلی کا کیا حال ہوتا ہے اور جب خدا کے مقابلے میں بغاوت ہو رہی ہو تو اسے دیکھ کر آپ کے دل کی کڑھن اور آپ کے غضب اور بے چینی کی کیا کیفیت رہتی ہے؟ یہ اور دوسرے بہت سے سوالات ہیں جو آپ خود اپنے نفس سے کر سکتے ہیں اور اس کا جواب لے کر ہر روز معلوم کر سکتے ہیں کہ اللہ سے آپ کا کوئی تعلق ہے یا نہیں اور ہے تو کتنا ہے، اور اس میں کمی ہو رہی ہے یا اضافہ ہو رہا ہے۔

رہیں بشارتیں اور کشوف و کرامات اور انوار و تجلّیات تو آپ ان کے اکتساب کی فکر میں نہ پڑیں۔ سچی بات یہ ہے کہ اس مادی دنیا کے دھوکہ دینے والے مظاہر میں توحید کی حقیقت کو پا لینے سے بڑا کوئی کشف نہیں ہے۔ شیطان اور اس کی ذرّیت کے دلائے ہوئے ڈراووں اور لالچوں کے مقابلے میں راہ راست پر قائم رہنے سے بڑی کوئی کرامت نہیں ہے۔ کفر و فسق اور ضلالت کے اندھیروں میں حق کی روشنی دیکھنے اور اس کا اتباع کرنے سے بڑا کوئی مشاہدۂ انوار نہیں ہے۔ اور مومن کو اگر کوئی سب سے بڑی بشارت مل سکتی ہے تو وہ اللہ کو ربّ مان کر اس پر جم جانے اور ثابت قدمی کے ساتھ اس کی راہ میں چلنے سے ملتی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَااللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔ تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (حٰمٓ سجدہ:31)

(جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا ربّ ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ "نہ ڈرو، نہ غم کرو اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے"۔)

(ہدایات 12-13 ناشر ادارہ معارف اسلامی کراچی اشاعت جون 2003ء)

تصرف الٰہی دیکھئے کہ مودودی صاحب نے اپنے خطاب کے آخر میں قرآن مجید کی ایسی معرکہ آراء آیت پڑھی جس نے اُن کے خود ساختہ پیمانے پاش پاش کر ڈالے ہیں۔ جو خدا کے فرشتوں کے کلام سے فیض یافتہ ہیں صرف وہی ہیں جو مقربان حضرت احدیّت ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

جب تک خدائے زندہ کی تم کو خبر نہیں
بے قید اور دلیر ہو کچھ دل میں ڈر نہیں
سو روگ کی دوا یہی وصل الٰہی ہے
اس قید میں ہر ایک گنہ سے رہائی ہے

❁❁❁❁❁